Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس پر ایمان لانا بے فائدہ ہے۔ اور ایسا خدا انسان کو پاک زندگی بخش نہیں سکتا۔ اور نہ شبہات کی تاریکی سے باہر نکال سکتا ہے۔ اور ایک مردہ پرمیشر سے ایک زندہ بیل بہتر ہے۔ جس سے کاشتکاری کر سکتے ہیں۔ پس اگر ایک شخص بے ایمانی اور دنیا پر جھکا ہوا نہ ہو۔ تو وہ زندہ خدا کو ڈھونڈیگا۔ تا کہ اس کا نفس پاک اور روشن ہو جاوے۔ اور کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوگا جسمیں زندہ خدا اپنا جلوۂ قدرت نہیں دکھلاتا اپنے جلال کی بھری ہوئی آواز سے ہر زمانہ میں تسلی نہیں بخشتا۔

یہ تین ضروری امر ہیں جو تحقیق مذہب کرنے والے کے لئے قابل غور ہیں۔ پس اگر کوئی شخص کسی مذہب کو ان تین معیاروں کی رُو سے دوسرے مذاہب پر فائق اور غالب پاوے تو اس کا فرض ہوگا کہ ایسے مذہب کو اختیار کرلے۔ اور اسقدر تحقیق کے لئے نہ کسی بڑے پنڈت بننے کی حاجت ہے نہ کسی بڑے پادری بننے کی ضرورت۔ اور ان امور ثلٰثہ مذکورہ کے لئے ایک عمر خرچ کرنی اور عالم فاضل بننے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہر ایک حامیِ مذہب جو اپنے اصول شائع کرتا ہے انہی اصولوں سے پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ اس معیار کے موافق ہیں یا نہیں۔

پس طالبِ حق کے لئے کافی ہے کہ وہ یہ دیکھ لے کہ کسی مذہب میں خدا کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔ اور مخلوق کے بارے میں کیا تعلیم۔ اور پھر اس تعلیم کا ثمر کیا ہے۔

مذکورہ بالا بیان پڑھ کر ہر اہلِ دل سمجھ سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے کتنا بڑا بھاری بوجھ طالبانِ حق کے کندھے سے اُتار دیا ہے اور حق کے راستے کو کتنا صاف کر دیا ہے۔

(اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ عَلٰی مَطَاعِمِ

جو ناظرین ان تین طریقوں سے اسلام اور عیسائیت اور اسلام اور آریہ دھرم کا تفصیلی مقابلہ دیکھنا چاہیں۔ وہ حضورؑ کی تصنیف نسیم دعوت ملاحظ فرما کر محظوظ ہوں

(۵)

پانچواں اصل روحانی مقابلہ سے زندہ مذہب کی پہچان کا ہے۔

زندہ مذہب سے مراد وہ مذہب ہے۔ جس کے پیروؤں سے اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے وہ مذہب انسان کو خدا تک پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نُصرتیں اس مذہب کے متبعین کے شاملِ حال ہوتی ہیں۔ خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ مخالفین کا مقابلہ پیش آئے۔

دنیا میں اور خصوصاً مذہبی مباحثات میں اس قدر لفاظی اور چالاکی اور تحریف اور مکاری کا بازار گرم ہے۔ کہ طالبِ حق بعض اوقات یا تو دھوکا کھا جاتا ہے یا پھر سب کو دھوکہ باز سمجھنے لگتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا الفاظیوں پر مطمئن نہیں ہوتا۔ اور کوئی اور طریقہ فیصلہ کا چاہتا ہے۔ جو انسانی ہاتھوں اور زبانوں سے بالاتر ہو۔ یہ پُرامن فیصلہ کا طریقہ بھی حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور وہ دو صورت میں ہے۔

(ایک) وہ راستہ جس سے زندہ مذہب کے پیروکاروں سے اللہ تعالیٰ کا نصرت اور رحمت کا تعلق ظاہر ہوتا ہے۔

(دوسرا) وہ طریقہ جس سے زندہ مذہب کے مخالفوں پر ناراضگی اور غضب اور بے تعلقی کا اظہار ہوتا ہے۔

پہلے طریقہ میں یہ فرمایا کہ کچھ خطرناک بیمار لیکر بطور قرعہ اندازی فریقین میں تقسیم کر دیئے جاویں اور فریقین اپنے خدا سے ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ پس جس فریق کے بیمار اچھے ہو جاویں یا دوسرے کے بالمقابل ان کی عمر زیادہ کی جاوے وہ فریق غالب ہے۔

ایسے مقابلہ کا حضرت مسیح موعودؑ نے خود اپنے زمانہ میں اور ان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے بذریعہ تحریر و تقریر جملہ مذاہب کو آجکل چیلنج دے رکھا ہے۔ اگر کوئی اہل مذاہب اپنا تعلق خدا تعالیٰ سے رکھنے کے مدعی ہیں تو اب وقت ہے کہ میدان میں نکلیں۔

دوسرا طریقہ مقابلہ کا مباہلہ ہے۔ یعنی ایک میدان میں فریق جمع ہوں اور پہلے ایک دوسرے کے دلائل سننے کے بعد عاجزی سے اپنے خدا کے حضور درخواست کریں۔ کہ جو فریق جھوٹا ہو اس پر ایک سال کے اندر لعنت کی مار کر۔

اس پر سب لوگ آمین کہیں اور ایک سال میں جس فریق پر عذاب الٰہی کے آثار ظاہر ہو جائیں وہ فریق مغلوب اور ناحق پر سمجھا جاوے۔ یہ وہ طریقہ مذاہب کی جنگ کا ہے۔ جس میں کسی فساد کسی فتنے اور کسی شرارت کا خطرہ نہیں۔ بلکہ فیصلہ صرف اس مقتدر خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے جس خدا کی طرف ہر مدعی مذہب اپنے مذہب کو منسوب کرتا ہے۔

اب میں ناظرین سے پوچھتا ہوں کہ یہ پانچ اصول جو میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے پیش کردہ آپکے سامنے رکھے ہیں کیا یہ دنیا کے امن کے قیام کے بہترین ممد نہیں ہیں؟ کیا یہ مذاہب کے آپس کے فیصلہ کے لئے بہترین حل نہیں ہیں؟ کیا یہ انسان کو اخلاقی ترقی اور مذہبی صلحکاری اور سچی بے تعصبی کی شاہراہ پر نہیں لیجاتے؟ کیا یہ ثابت نہیں کرتے کہ ان کا پیش کرنے والا اس قدر عالی دماغ اور صحیح الخیال اور روح القدس سے تائید یافتہ شخص ہے۔ نہیں بلکہ یہی وہ حکم اور عدل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے جو مختلف قوموں اور مختلف مذہبوں کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لئے ازل سے مقدر ہے۔ خواہ لوگ آج اس کے قائم کردہ اصولوں کو نہ مانیں مگر وہ زمانہ دور نہیں۔ جبکہ آنیوالی نسلیں ان باتوں کو اپنی آنکھوں پر رکھیں گے اور ان ہدایتوں کو اپنا شاہ راہ عمل قرار دیں گے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ والسلام خاکسار۔ محمد اسمٰعیل (ڈاکٹر)

## اسلام کی نسبت غیر مذاہب کے علماء کی رائے

(۱) ریشنل ازم کی تعریف کہ وہ ایک علم ہے جس میں مذہبی عقائد کا انحصار عقلی دلائل اور براہین پر ہو۔ اسلام پر بالکل صادق آتا ہے۔۔۔ اور پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب میں ایک ایسے مجموعہ عقائد کا پتہ چلتا ہے۔ جسکی معلوم پر رکھی گئی ہے۔۔۔ اس تعلیم کی سادگی اور صفائی فی الواقع وہ زبردست قوتیں ہیں جو مذہب کی ترقی اشاعت میں برابر کام کر رہی ہیں۔۔۔ اور قرآن پاک مسلمانوں کا ہمیشہ ملجا و ماویٰ رہا ہے اور یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی نفاست اور پاکیزگی اور ایسے جلال اور جبروت اور کمال تیقن کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں یہ مسئلہ اس سے بہتر طریقہ سے بیان نہیں کیا گیا۔ (پروفیسر اڈورڈ مونٹیل)

(۲) اسلامی توحید سے بہتر و برتر کچھ نہیں ہے۔ اس لئے وہ ہر طرف سے پلٹ کر خدا کی طرف متوجہ ہیں۔ چنانچہ قرآن سے۔ حدیث سے۔ صحابہؓ کے ارشاد سے۔ اشعار سے ان کے قول سے فعل سے بالکل ظاہر ہے۔ کہ جس طرف مڑو گے اس طرف خدا کا سامنا ہے۔ (ترجمان ملکم)

(۳) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں اشاعت دین کے ساتھ دلچسپی رکھنے کے علاوہ یہ وصف بھی پایا جاتا تھا کہ وہ دوسرے اہل مذاہب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔۔۔ اہل اسلام کی مظفر و منصور فوجیں۔ خواہ ملک عرب کی فتح ہو یا شمالی افریقہ پر علم تسخیر بلند۔ یا بحر احمر کو عبور کرکے بحیرۂ اسود میں پاؤں جمائے۔ الغرض وہ جہاں کہیں بھی پہنچیں قرآن کی تعلیم ان کے ساتھ ساتھ رہی جسکی وجہ سے انہوں نے کسی جگہ جور و ظلم کا ارتکاب نہیں کیا۔ کسی قوم کو انہوں نے اس بنا پر تہ تیغ نہیں کیا کہ وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کرتی تھی۔ (اوبن سین)

(۴) اسلام نے عیسائی مذہب کی نسبت تہذیب پھیلانے میں زیادہ کوشش کی ہے۔ جب وقت افریقہ کے صحرائی حبشی مسلمان ہو جاتے ہیں۔ تو انکی بت پرستی۔ بھوت پرستی اور طرح طرح کی سست اعتقادیاں آدم خوری۔ انسانی قربانی۔ بچہ کشی۔ جادو طلسم کے اعتقاد یہ سب علی الفور فوراً چھوڑ جاتی ہیں (پادری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# اخلاق فاضلہ

:: ( گذشتہ سے پیوستہ ) ::

## ترقی کا دوسرا ذریعہ

دوسرا طریقہ جس سے ایسا شخص اور زیادہ ترقی کی طرف قدم اُٹھا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ایسا شخص برے خیالات کو اپنے دل میں بالکل رہنے نہ دے۔ جب بھی کوئی بُرا خیال آئے۔ تو وہ فوراً اس کو نکالنے کی کوشش کرے۔ اور اتنی کوشش کرے کہ آخر اس کو نکال ہی دے۔ جب کوئی چیز نکل جائیگی۔ اور اس کے دل سے دور ہو جائیگی۔ تو وہ اس کے اثر سے بھی بچا رہیگا۔ ہر بدی کے کرنے سے پہلے انسان کے دل میں بُری بات کا خیال اُٹھتا ہے۔ تو اگر تو اس خیال کو رہنے دیا جائے۔ اس کو نکالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ تو وہ اپنا اثر کریگا۔ اور اپنے اثر میں اس کو گرفتار کریگا۔ لیکن اس کے نکال دینے پر اس کا ذرہ بھر بھی اثر دل پر نہیں رہ سکتا۔ پس ایسے شخص کے لئے بہت ضروری ہے۔ کہ وہ بُرے خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دے۔ بلکہ فوراً نکالدے۔ اور جب اس نے خیال بد کو دور کر دیا۔ تو وہ خود بھی بچ گیا۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ کہ انسان کیسے ان خیالات کو دور کرے۔ بہت آسانی سے یہ دور ہو سکتے ہیں۔ مثلاً فرض کرو۔ کہ کسی کے دل میں کوئی بُرا خیال آیا ہے۔ اب وہ اس جگہ سے فوراً اُٹھ کھڑا ہو۔ اور کسی دوسرے سے کوئی بات چھیڑ دے۔ کسی معاملہ کے متعلق بحث شروع کر دے۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ باتوں میں ہی وہ بُری بات دور ہو جائیگی۔ اور اس طرح سے وہ اس پر اپنا کچھ بھی اثر نہ ڈال سکیگی۔ پس وہ بُری باتوں کو اپنے سینے میں نہ ٹھیرنے دے۔ بلکہ بجائے اس کے نیکی کے کاموں اور نیک باتوں کو ہر وقت اپنے میں دُہراتا رہے۔ بُرا خیال آئے تو قرآن شریف پڑھے۔ خشوع و خضوع سے پڑھنا شروع کر دے۔ غرض کئی ایک طریقے ہیں۔ جن سے بُرے خیالات دور ہو سکتے ہیں۔ پس بُرے خیالات کو دن میں اور خصوصاً رات میں اپنے دل میں رہنے نہ دیا جائے۔ رات کی اس لئے خصوصیت ہے کہ جس خیال کو آدمی سوتے وقت اپنے دل میں رکھے وہ ساری رات اس کے قلب کے اندر اثر کرتا رہتا ہے اسکو خوابیں بھی اسی قسم کی آتی ہیں۔ پس تو سوتے وقت کسی بُرے خیال کو دل میں رکھ کر آدمی سوئے تو تمام رات اس کی بُرے خیالات میں ہی گذریگی۔ اور صبح اُٹھنے پر بھی اس کے دل میں وہی خیالات جوش مار رہے ہونگے۔ پس بُرے خیالات کی بجائے نیک خیالات کو اپنے اندر بار بار لایا جائے۔ اور سوتے وقت ذکر الٰہی کرتے کرتے سونا چاہیئے۔ اس کا نتیجہ اس کے حق میں بہت مفید ثابت ہوگا اور وہ چند ہی ایام میں اپنے اندر ایک عظیم الشان تغیر محسوس کریگا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سوتے وقت آیت الکرسی سورۂ اخلاص۔ سورۂ فلق اور سورۂ ناس۔ تین تین دفعہ پڑھ کے اپنے دائیں ہاتھ پھونک مارتے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے تمام جسم مبارک پر پھیرتے۔ اور پھر دائیں کروٹ پر یہ دعا پڑھتے۔ اللّٰھم اسلمت نفسی الیك و وجھت وجھی الیك و فوضت امری الیك والجأت ظھری الیك رغبة و رھبة الیك لا ملجأ و لا منجاء منك الا الیك۔ اللّٰھم امنت بکتابك الذی انزلت و نبیّك الذی ارسلت۔ اور پھر کسی ذکر کا ورد کرنا شروع کر دیتے۔ مثلاً یہی کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ پس ایسے شخص کی جو مندرجہ بالا باتوں پر عمل کرکے سوئے۔ تمام رات عبادت الٰہی میں گنی جائیگی۔ اور ایسے شخص کا قدم نیکی کی طرف بہت جلد جلد اٹھیگا۔ ایسے شخص کا دل ہر وقت نیکی سے بھرا رہیگا۔ اور اس سے ملائکہ کا تعلق بھی بڑھ جائیگا۔

پس نفس لوامہ والا شخص برے خیالات کو خصوصاً رات کو اپنے دل سے نکال کر دور پھینک دے۔ اور بجائے برے خیالات کے اچھے خیالات کو لیکر سوئے۔ جب وہ ایسا کریگا۔ تو وہ دیکھ لیگا کہ اس کی ترقی کس سرعت اور تیزی سے ہوتی ہے۔

## ترقی کا تیسرا ذریعہ ۳

تیسرا طریقہ ایسے شخص کو یہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ جس مجلس میں وہ بیٹھے۔ اس جگہ وہ استغفار پڑھنا شروع کر دے۔ استغفار تمام قسم کی روحانی بیماریوں کا بہت اعلیٰ علاج ہے۔ رسول اللہ صلعم بھی بہت کثرت سے استغفار پڑھا کرتے تھے۔ اس سے قلب کی بہت صفائی ہوتی ہے۔ اور بہت قسم کے گندوں سے انسان نجات پاتا ہے تو ایسا شخص جہاں کہیں بیٹھے اپنے دل میں ہی استغفار پڑھے۔ اور پڑھتا ہی رہے۔ یہاں تک کہ اس مجلس میں سے اٹھ کر گھر چلا آوے۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ جہاں بہت سے آدمی اکٹھے بیٹھے ہوئے ہوں۔ ان میں سے بعض نیک ہوتے ہیں۔ بعض بد۔ اور ہر ایک کا اثر اچھا ہو یا برا۔ دوسرے پر ضرور پڑتا رہتا ہے۔ خواہ دوسرا انسان بات تک نہ کرے۔ اثر ضرور ہوتا رہیگا۔ تو انسان کو کیا معلوم کہ فلاں کیسا ہے پس جہاں کہیں بیٹھے استغفار پڑھے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ جب دوسروں کا برا اثر اس پر پڑنے کے لئے آئیگا۔ تو یہ استغفار اس سے مقابلہ شروع کر دیگا۔ اور نہیں رکیگا۔ یہاں تک کہ اپنے دشمن کو میدان لڑائی سے بھگا نہ دے۔ اور اگر اچھے لوگ ہوں۔ اور اچھے لوگوں کا اچھا اثر پڑنے کو آئے۔ تو پھر وہ تو ضرور اثر کریگا۔ اس لئے کہ یہ بھی نیکی کا کام کر رہا ہے۔ اور نیک ہے اور اثر بھی نیک ہے۔ تو پھر یہ نیکی کا اثر تو ضرور ہی اس کا دل قبول کریگا پس نفس لوامہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھنے والا شخص چونکہ کمزور ہوتا ہے۔ اور اس کے ایمان کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے۔ اس لئے ایسے شخص کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ قبل اس کے کہ اس پر کوئی بُرا اثر ہو۔ اپنے پاس مقابلہ کے لئے کافی ذخیرہ جمع کر رکھے۔ اور میں نے بتلایا ہے۔ کہ وہ استغفار ہی ہے۔ جو اُس کا مددگار بن سکتا ہے۔ اور دشمنوں کے حملوں کو روک سکتا ہے۔

## ترقی کا چوتھا ذریعہ

ایسے شخص کی ترقی کے لئے اور بدیوں سے بچنے کے لئے چوتھا ذریعہ اور چوتھا علاج یہ ہے کہ وہ رات کو اُٹھ کر تہجد پڑھے۔ اپنے نفس پر قابو حاصل کرنے کے لئے گناہوں سے بچنے کے لئے۔ نیکی اور تقویٰ میں ترقی حاصل کرنے کے لئے تہجد بہت بڑی کارآمد چیز ہے۔ بیشک تہجد نوافل میں سے ہے۔ مگر یہ نوافل اور سب نوافل سے بڑھ کے ہیں۔ اور تہجد کے پڑھنے والے خدا کے دوست اور ولی ہوتے ہیں۔ پس ایسے شخص کے لئے جو اپنے نفس پر قابو رکھنے کی خواہش رکھتا ہو۔ جو بدیوں سے بچنے کا خواہشمند ہو۔ جو نیکی میں ترقی حاصل کرنے کا خواہاں ہو۔ جو خدا کا مقرب اور پیارا بننا چاہتا ہو۔ ضروری ہے کہ وہ تہجد پڑھے۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اپنے مولیٰ کے آگے اپنے ہاتھ پھیلائے۔ جبکہ تمام لوگ غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے ہوں۔ یہ اپنے بستر کو چھوڑ کر محض خدا کی خاطر خدا کے آگے سجدے میں جھکے دعائیں مانگے۔ اور اپنے مولیٰ کو راضی کرے اگر تو اس نے ایسا کیا تو پھر وہ سمجھ لے کہ یقیناً وہ ترقی حاصل کر گیا۔ اس نے اپنے مقصد اور مدعا کو پالیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلاً یعنی رات کا اُٹھنا نفس کو زیر رکھنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور یہ وقت ہی حضور قلب کا ہوتا ہے۔ پس منہ سے خدائی عشق کے دعویدار بننے کا کیا فائدہ۔ مزہ جبھی ہے کہ انسان اپنے آرام و آسائش کی پروا نہ رکھتے ہوئے۔ محض اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے راتوں کو اپنی میٹھی نیند اور نرم بستر کو چھوڑ کر خدا کے آگے جھکے۔ اپنے ماتھے کو اس کے آگے نہایت عاجزی سے رکھ دے اور دعائیں مانگے۔ اگر کوئی ایسا کرے تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ واقعی خدا کا عاشق ہے جو کسی چیز کی پروا ہی نہیں کرتا۔ پس تہجد پڑھنا شیطان کو زیر کرنے کے لئے بہت عمدہ ہتھیار ہے۔ ایسے شخص سے خدا راضی رہتا ہے۔ ایسے شخص کی بدیاں خدا معاف کرتا ہے۔ اور اپنی رحمتیں اور برکتیں اس پر نازل فرماتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ پچھلی رات اللہ تعالیٰ بہت قریب آجاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ کوئی ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔ کہ میں اس کے گناہوں کو بخشوں کوئی ہے جو مجھ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رزق طلب کرے اور میں اسے رزق دوں۔ پس اس شخص سے کون زیادہ خوش قسمت ہے جس کو اس کا آقا اس کا مالک اس کا رب اس کا پروردگار خود پکارے اور کہے کہ تم مجھ سے مانگو۔ میں تمہیں دونگا۔ پس ایسے اعلیٰ وقت میں نفس لوّامہ رکھنے والا شخص اُٹھے۔ خدا سے دعائیں مانگے۔ اگر اس نے عمل کیا۔ تو وہ چند ہی دنوں میں اپنے نفس کو بفضلہٖ تعالیٰ زیر رکھنے کی قوت حاصل کر لیگا۔ اور اپنے مولیٰ کو اپنے اوپر راضی اور خوش دیکھ لیگا۔

## ترقی کا پانچواں ذریعہ

پانچواں ذریعہ اس کی ترقی کا یہ ہے۔ کہ وہ دوسرے بھائیوں کی خاطر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے۔ وہ دوسروں کی ترقی کے لئے دوسروں کی مرادوں کے پورا ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ سے التجا کرے۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ جو اپنے کسی بھائی کے لئے دعا مانگتا ہے۔ فرشتہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے خود دعا کرتا ہے۔ دیکھو اس شخص کی دعا اگر قبول نہ بھی ہوئی۔ تو فرشتے کی تو دعا قبول ہو گی۔ پس اس طریقے سے بھی بہت انسان ترقی کر سکتے ہیں۔ الغرض اگر کوئی شخص کسی دینی یا دنیوی ترقی کو حاصل کرنا چاہے۔ تو اس کے حصول کا ایک یہ بھی ذریعہ ہے۔ کہ وہ دوسروں کے لئے دُعائیں مانگے۔ اور بہت خشوع وخضوع سے مانگے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مرادیں پوری کریگا۔ اس کو ترقی دیگا۔ اور اسکو برکتوں سے بھر دیگا۔ اسی طرح جو شخص نفس امّارہ سے نکل کر نفس لوّامہ میں آیا۔ اور اب اس قید سے بھی رہائی کا طلبگار ہے۔ تو اسکو چاہیئے۔ کہ وہ دوسرے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے۔ تو نتیجہ اسکے حق میں بہت مفید نکلیگا۔ جس کے لئے دعائیں مانگیگا۔ اسکو بھی اللہ تعالیٰ ترقی عنایت فرمائیگا۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جائیگا۔

## ترقی کا چھٹا ذریعہ

چھٹا ذریعہ جس سے یہ بہت حد تک نیکی میں ترقی حاصل کر سکتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ ظاہر کا اثر باطن پر بہت پڑتا ہے۔ اسی طرح یہ شخص بھی اپنے ظاہر کو ایسا بنائے۔ کہ باطن پر اس کا اچھا اثر پڑے۔ اور وہ یوں کہ یہ اپنی حالت ہی ایسی بنائے۔ کہ جس سے خشوع وخضوع ظاہر ہو۔ اپنا چہرہ ہی اس طرز کا بنائے جس سے بڑی عاجزی اور انکساری ٹپکتی ہو۔ اگرچہ ایک وقت ایسا بھی ہو گا۔ کہ اُس کا دل عجز وانکسار سے بھرا ہُوا نہ ہو گا۔ اس کی قلبی حالت اس کی ظاہری عاجزی کے خلاف ہو گی۔ مگر اس میں بھی کوئی شُبہ نہیں۔ کہ ایک وقت ضرور ایسا آجائیگا۔ کہ اس کا دل بھی پگھل جائیگا۔ اور اسکے اندر بھی بہت عاجزی بھر جائیگی۔ پس اس طریقے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص عمل کریگا۔ تو وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی بہت تغیر اپنے اندر محسوس کریگا۔ کئی واقعات ایسے بھی ہوئے ہیں۔ کہ رحم دل اشخاص غصے والا چہرہ اور تمام حرکات غصے بھری بنا لیتے ہیں۔ مگر ان کے دل اندر سے ویسے کے ویسے ہی نرم ہوتے ہیں۔ رفتہ رفتہ ایک دن بھی وقت آتا ہے کہ ان کے اندر سے رحم کا مادہ نکل جاتا ہے۔ اور وہ نہایت غصیلے اور بدمزاج ہو جاتے ہیں۔ بیشک وہ پہلے رحم دل تھے۔ پہلے خندہ جبیں تھے۔ درشت کلامی سے بچتے تھے۔ گالی گلوچ سے پرہیز کرتے تھے۔ بیشک یہ سب باتیں تھیں۔ مگر جب انہوں نے اپنے ظاہر کو سخت اور بدمزاج ظاہر کیا۔ تو اندرونی حالت بھی کچھ مدت کے بعد بدل گئی۔ اور ظاہر و باطن دو تو برابر ہو گئے پس ظاہر کا باطن پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے نفس لوامہ سے بچنے والے شخص کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی ظاہری حالت میں خشوع و خضوع پیدا کرے۔ بیشک ایک وقت تو اس کی اندرونی حالت اس کی بیرونی حالت کے مخالف ہوگی۔ مگر آہستہ آہستہ اندر بھی ویسی ہی عاجزی پیدا ہو جائیگی۔ جو اس کی ترقی کے لئے بہت بڑی ممد اور معاون ہوگی۔

## ترقی کا ساتواں ذریعہ

ترقی کا ساتواں ذریعہ درود شریف ہے۔ درود شریف اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنی طرف ایسے ہی کھینچتا ہے۔ جیسا کہ مقناطیس لوہے کو۔ درود شریف کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس شخص پر خاص خاص رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور اس کی بدیوں کو مٹاتا ہے۔ درود شریف کے متعلق اللہ خود فرماتا ہے:۔ اِنَّ اللّٰہ وملٰئکتہ یصلّون علی النبی۔ یا ایّھا الّذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما۔ کہ اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو! تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ بہت خوش رہتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم تو خدا کے بہت پیارے اور محبوب ہوئے۔ اور خدا کے سب سے زیادہ پیارے پر جب کوئی درود بھیجیگا تو اللہ تعالیٰ کسقدر خوش ہوگا۔ .. .. .. .. .. .. جب وہ خوش ہوگا۔ اور اس شخص پر اپنی رحمتیں بھیجیگا۔ تو اسکی ترقی اور کمال میں کیا شبہ۔ درود پڑھنے سے ملائکہ کے ساتھ انسان کا تعلق بھی بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ ملائکہ بھی درود بھیجتے ہیں اور جب وہ آدمی بھی درود پڑھیگا۔ تو دونو اس کام میں مساوی ہوجائینگے اور ملائکہ بھی پھر اس سے تعلق پیدا کرینگے۔ اور جو ملائکہ کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہوگیا اس پر دن بدن نیکی کا غلبہ ہی ہوتا جائیگا۔ اور بدیوں سے ایسا شخص پیچھے ہی ہٹتا جائیگا۔ جب بدیاں جو اس کی ترقی کے رستہ میں روک تھیں۔ دور ہوگئیں۔ تو پھر ترقی کے لئے میدان وسیع پڑا ہے۔ سو نفس لوامہ والے کے لئے درود شریف پڑھنا اکسیر کا سا کام دے جائیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## ترقی کا آٹھواں ذریعہ

آٹھواں علاج ایسے شخص کے لئے یہ ہے کہ وہ یغضوا من ابصارھم پر عمل کرے۔ اسکی آنکھیں نیچی ہی رہیں۔ اس کی آنکھیں اچھی جگہ ہی دیکھیں وہ اپنی آنکھوں سے ان کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے۔ جن کی طرف دیکھنے سے خدا نے منع کیا ہے۔ بلکہ ہمیشہ وہ آنکھوں کو جائز طور پر استعمال کرے غیر عورتوں کی طرف نظر اُٹھا کے مت دیکھے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے اس بات سے منع کیا ہے۔ اور اگر وہ ایسا کریگا۔ تو وہ خدا کی نافرمانی کا مرتکب بنیگا۔ اگر وہ غلطی سے دوسری عورت کو دیکھ لیتا ہے۔ تو یہ گناہ اور نافرمانی میں داخل نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص جانتا ہُوا۔ سمجھتا ہُوا۔ دوسری عورت کی طرف نظر اُٹھاتا ہے۔ تو یہ اس نے سخت غلطی کی۔

اگر انسان آنکھیں نیچی رکھے۔ یغضوا من ابصارھم پر عمل کرے تو بہت سی ایسی بدیاں ہیں۔ جن سے وہ بچ سکتا ہے۔ آنکھیں ہی ایسی ہیں۔ کہ جو انسان کو بڑے بڑے خطرناک افعال کا مرتکب بنا دیتی ہیں۔ پس آنکھوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہمیشہ ہی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ آنکھوں کو جائز طور پر استعمال کرے۔ ناجائز استعمال سے اس کو بچائے۔ آنکھیں ہر انسان کے قابو میں ہوتی ہیں۔ جہاں چاہے نظر ڈال سکتا ہے۔ اور جہاں سے چاہے نظر اُٹھا سکتا ہے۔ پس انسان کیوں ایسی جگہ نظر ڈالے۔ جو اس کو جہنم کا ایندھن بنانیوالی ہو۔ انسان کو تو ایسی جگہ ہی نظر رکھنی چاہیئے۔ جو اس کی آنکھوں کو ہمیشہ ٹھنڈا رکھے۔ بُرائی اور بے حیائی والی باتوں کی طرف نظر نہ اُٹھائے۔ اسکی آنکھوں میں حیا ہو۔ اس کی آنکھوں سے شرم ہی ٹپکتی ہو۔ اس کی آنکھیں بُرائی سے روکنے والی ہوں نہ کہ خود بُرائی میں گرفتار ہونیوالی۔ اس کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنیوالی ہوں نہ کہ نافرمانی اور بغاوت اس کی آنکھیں زمین کو ہی لگی رہیں۔ پس جب کوئی شخص اس بات پر عمل کریگا۔ تو وہ پھر یقیناً ترقی حاصل کریگا ورنہ نہیں۔

دنیا کا عشق ہی لوگوں کو اسی لئے پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا کو دیکھتے ہیں۔ اور پھر نظر ہٹا نہیں سکتے۔ مومن دنیا کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ (ولا تمدن عینیک الی ما متعنا به الآیۃ) دنیا دار شخص فانی دنیا کے عشق میں اپنے مالوں کو اور اپنی جانوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ پھر مفلس و کنگال ہو کے رہ جاتے ہیں۔ مگر ایک مومن خدا کا عاشق بن کے کبھی گھاٹا نہیں پاتا۔ بلکہ ہر قدم اس کا ترقی اور عروج کی طرف ہی اُٹھتا ہے۔

اگر کوئی شخص خداوند تعالیٰ کے حکم یغضوا من ابصارھم پر عمل کرے تو وہ کبھی دنیا کے اموال کا حریص نہ ہو۔ وہ کبھی دنیاوی عزتوں کا خواہشمند نہ ہو۔ وہ کبھی اپنے اموال کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناجائز طریقوں پر ضائع کرنیوالا نہ ہو۔ وہ کبھی فانی دنیا کا عاشق نہ ہو۔ اگر اسے کوئی عشق ہو۔ کسی کی محبت ہو۔ کسی کے لئے سوزش اور جلن ہو۔ کسی کی یاد میں دن رات تڑپنے والا ہو۔ کسی کے فراق میں آہ و زاریاں کرنیوالا ہو۔ تو وہ ایک ہی ذات ہو۔ کون ہے؟ وہ واحد اور یگانہ خدا۔ جس نے اسے پیدا کیا۔ جس نے اسے دنیا میں بھیجا۔ جس نے اسے دنیا میں رہنے کے لئے ہر ایک سامان عطا فرمایا۔ جس نے اسے زبان دی۔ پاؤں دیئے۔ کان دیئے۔ جس نے اسے ہر طرح کی قوتیں عطا فرمائیں۔ پس اسی کا عشق ہو تو ہو۔ باقی دنیاوی عشق تو بیہودہ ہیں۔ وہ عشق نہیں کہلا سکتے۔ ہاں عشق ہے تو وہ خدا کا اور خدا کے جمال کا۔

## ترقی کا نواں ذریعہ

ترقی کے لئے نواں ذریعہ پھر وہ یہ اختیار کرے۔ کہ تمام بد باطنوں تمام شریروں اور مفسدوں سے جدا ہو جائے۔ ان باتوں کو نہ مانے۔ ان کی دوستی کو نہ اختیار کرے۔ ان کی ہاں میں ہاں نہ ملائے۔ ان کی صحبت اختیار نہ کرے۔ بلکہ ان کو وعظ و نصیحت کرے۔ ان کو سمجھائے۔ ان کو خدا کی طرف رغبت دلائے۔ پھر اس ارادہ میں وہ استقامت دکھلائے۔ دراصل جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ دوسرے شخص کا اثر ہمیشہ پاس بیٹھنے والے شخص پر ضرور ہی پڑتا رہتا ہے خواہ وہ کلام تک نہ کرے۔ نیک ہو تو نیک اثر۔ بد ہو تو بُرا اثر۔ اسی طرح نفس لوامہ والے شخص کو چاہیئے۔ کہ وہ بروں کے پاس نہ بیٹھا کرے۔ انکی صحبت میں نہ رہا کرے۔ کیونکہ خطرہ ہے کہ کہیں پھر اس کو شیطان لے نہ گرے۔ وہ تو پہلے ہی کمزور ہے۔ اگر دو چار زبردست شریروں کے زیر اثر آ گیا تو پھر یہ بیچارہ کیا کریگا۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ وہ ایسے لوگوں کی دوستی سے الگ ہو جائے۔ جہاں ایسے لوگوں کی مجلس ہو۔ وہاں سے اُٹھ بیٹھے۔ اور جب وہ بُری باتوں کو چھوڑ کر اچھی باتوں میں لگ جائیں۔ تب بیشک یہ انکے پاس بیٹھے۔

## ترقی کا دسواں ذریعہ

ایسے شخص کے لئے ایک اور احتیاط کی بھی ضرورت ہے اور اگر وہ اس احتیاط پر خوب سختی سے عملدرآمد شروع کر دیگا۔ تو اپنے حق میں وہ اسے بہت مفید پائیگا۔ وہ احتیاط یہ ہے۔ کہ ایسا شخص کسی وقت بھی سُستی کی حالت میں نہ رہے۔ اس کی حالت ہر وقت چُست و چالاک رہنی چاہیئے۔ اور جب بھی اس میں سُستی پیدا ہونے لگے۔ فوراً اس سُستی کو دُور کرنیکے لئے وہ کوشش کرے۔ اور نہ آرام لے یہاں تک کہ اس کی سُستی تمام کی تمام دُور ہو جائے اور وہ اپنی اصلی اور صحیح حالت پر آ جائے۔ دراصل انسان کی روح پر ظاہری حالت کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ پس اسی طرح اگر یہ شخص سست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو جائیگا۔ تو شیطان یہ موقع پا کر فوراً حملہ کریگا۔ اور اس کو بدی میں گرفتار کر دیگا۔ شیطان ہر وقت اسی تاک میں لگا رہتا ہے۔ کہ کوئی اسے موقع ملے۔ اور وہ انسان کو بدی کی طرف ہی کھینچے۔ پس انسان کے لئے بہت ضروری ہے۔ کہ وہ ایسے موقع کو آنے ہی نہ دے۔ اس کا ظاہر بھی چست ہو۔ اس کی روح بھی چستی کی حالت میں ہی رہے۔ اور جو اس کے اعضاء سست ہو جائینگے۔ تو اس کی روح بھی سست ہو جائیگی۔

سست انسان نیکی کے کاموں میں بھی بہت سست رہتا ہے۔ اور سستی کی حالت میں انسان کے خیالات منتشر اور پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ جس سے اسے کوئی سیدھی بات ہی نہیں سوجھتی اُلٹے اُلٹے خیالات ہی اس کے ذہن میں آتے ہیں۔ اور ایسے خیالات کا اثر جسقدر ہوتا ہے وہ ظاہر ہی ہے۔ پس ہر انسان پر ضروری ہے کہ نیکی میں ترقی حاصل کرنے کے لئے وہ تمام سستی کو ہٹا دے۔ کوئی سیکنڈ بھی اپنے اوپر ایسا نہ آنے دے۔ جس میں اس کے خیالات پراگندہ ہوں۔ اور طبیعت سست ہو۔ مومن سست نہیں ہُوا کرتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نماز سے پہلے وضو رکھا گیا ہے۔ پھر نماز کے لئے اذان رکھی گئی ہے۔ اور نماز کی تمام حرکات ہی کو دیکھ لو کس طرح ان سے چستی ٹپکتی ہے۔ پس خداوند تعالیٰ نے ہمیں نیکی میں ترقی حاصل کرنیکے لئے نماز کی ظاہری حالت سے بھی یہی سبق دیا ہے۔ کہ ہماری تمام حرکات ہمارے تمام افعال چستی کی حالت میں ہوں۔ ذرہ بھر بھی سستی ہمارے اندر نہ ہو۔ اور جب یہ حالت ہوگی۔ تو روح پر بھی بہت اچھا اثر پڑیگا۔

پس وہ شخص جو کہ نفس لوّامہ کی قید سے رہا ہونا چاہتا ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ سستی کو ترک کر دے۔ پھر ان تمام باتوں پر عمل کرے۔ جو پیچھے آ چکی ہیں۔ خالی سُن لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ فائدہ اور ثمرہ تب حاصل ہوتا ہے۔ کہ انسان عمل کرے۔ جب کوئی شخص ان باتوں پر عمل کر کے دیکھیگا۔ تو وہ بہت بڑا تغیر اپنے اندر محسوس کریگا۔ وہ سوچیگا۔ کہ پہلے کس حالت میں تھا کس نفس کی قید میں تھا۔ وہ نفس کیسا ہی خطرناک تھا۔ کہ ہر وقت بدیوں کی ہی تحریکیں کرتا رہتا تھا۔ بُرے افعال کی ہی ترغیب دیتا رہتا تھا۔ فحش اور بیحیائی کی باتوں کی طرف ہی چلاتا رہتا تھا۔ لیکن خدا نے پھر اپنے فضل سے پنجۂ شیطان سے رہائی بخشی۔ اور نفس لوّامہ کی حد میں آ گیا۔ اب ایسا شخص ان باتوں پر عمل کر کے دیکھے۔ تو وہ اس درجے سے بھی ترقی کر کے نفس مطمئنہ میں پہنچیگا اور نفس مطمئنہ میں پہنچ کے وہ ان دونو اپنی پچھلی حالتوں پر غور کر کے دیکھے تو وہ بہت ہی حقیر اسکو نظر آئینگی ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اگر کوئی شخص اخلاق فاضلہ کو اپنے اندر لانا چاہتا ہو۔ اخلاق فاضلہ سے لوگوں کے قلوب مسخر کرنا چاہتا ہو۔ دنیا میں ناموری حاصل کرنا چاہتا ہو۔ اور اپنے مولیٰ کو بھی اپنے اوپر راضی رکھنا چاہتا ہو۔ تو اس کا ذریعہ یہی ہے کہ وہ اچھی باتوں پر عمل کرے ان پر خود عمل کرکے دوسروں کو اس پر عامل بننے کی ترغیب دے۔

## خدا کی رضامندی

پس جب وہ ایسا کریگا۔ تو اپنے حقیقی مولیٰ کے وصل سے خوشی اور لذّت حاصل کریگا۔ شیطان سے دُور چلا جائیگا۔ اور صرف خدا کا ہی ہو رہیگا۔ اور جب ایک شخص سے خدا راضی ہو جائے۔ خدائے ذوالجلال خوش ہو جائے۔ تو اس کی اس خوشی اور اس خوش قسمتی کے مقابل میں دنیا کے تمام اموال و متاع بے حقیقت چیز ہیں۔ شاعر تو اپنے خیالی معشوقوں کے پیچھے یہ کہتے رہتے ہیں۔ کہ اسکے پیچھے ہم تو اپنی جان دے دینگے۔ اپنے تمام اموال کو خرچ کر ڈالینگے۔ ہم اپنے لئے ہر قسم کی بے عزتیوں کو گوارا کرینگے۔ اور پیچھے نہیں ہٹینگے۔ جب تک کہ اپنے محبوب سے مل نہ جائیں۔ اور اپنے محبوب کے پاس بیٹھے ہی رہینگے۔ اور نہیں ہٹینگے۔ خواہ اس کے رشتہ دار مار مار کے ہمارے جسم کی بوٹیاں بوٹیاں اڑا دیں۔ لیکن جب ایک مومن کو اس کا حقیقی معشوق مل جائیگا۔ تو وہ پھر اس پر کیا کچھ نہ قربان کر ڈالیگا۔ اور کیا کچھ دینے کے لئے تیار نہ ہو جائیگا۔ مومن تو خدا کے ہاتھ میں بکا ہوا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

کہ مومنوں سے ہم نے دو چیزیں لے لیں۔ اور اس کے بدلے میں ہم نے انہیں جنّت دے دی وہ دو چیزیں مال اور جان ہیں۔ پس ہر مومن پر واجب ہے۔ کہ وہ ہر وقت اپنی جان کو اور اپنے تمام مالوں کو خدا کے رستہ کیلئے تیار رکھے جب موقع آئے وہ انہیں خرچ کرکے خدا کی دوستی اور محبّت کا لوگوں کو ثبوت دے۔ پس یہی وہ ذرائع ہیں۔ جن سے خدا مل سکتا ہے۔ جن کے استعمال سے شیطان دُور بھاگ جاتا ہے۔ اور یہی وہ طریقے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے نفس امّارہ سے چل کر نفس مطمئنہ تک انسان پُہنچ سکتا ہے۔ اور نفس مطمئنہ میں پُہنچ کے وہ اپنی ہر ایک چیز خدا کے لئے تیار رکھیگا۔ جب کبھی اس کے پیارے دین کی حالت نازک ہو۔ تو اس موقعہ پر اس کا فرض ہے کہ وہ سب کچھ خرچ کر ڈالے۔ اور دین کی مدد کرے۔ گھروں میں بیٹھ کے صرف سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے سے خدا کی دوستی کا پتہ نہیں لگتا۔ پتہ تب لگتا ہے کہ جب قربانی کی ضرورت ہو۔ تو وہ اپنے آپ کو بلا خوف و خطر پیش کر دے۔ اپنی جان کو وہ ہر وقت حاضر رکھے۔ اور اپنے پیارے کو اپنے اوپر ہر وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

...انی بڑھنے کی کوشش کرے۔

## پورا عروج اور پورا کمال

نفس مطمئنہ والے کی حالت بہت عجیب ہوتی ہے۔ وہ کھاتا ہے تو اسلئے کہ خدا کا حکم ہے۔ وہ پیتا ہے تو اس لئے کہ خدا کی اس میں فرمانبرداری ہے۔ وہ چلتا اور دوڑتا ہے تو اسی لئے وہ کوئی کام نہیں کرتا مگر خدا کی رضا کے لئے۔ وہ کوئی قدم نہیں اُٹھاتا مگر اپنے مولیٰ کو راضی کرنے کے لئے۔ وہ کوئی لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالتا۔ مگر نیکی کے پھیلانے اور بدی کے مٹانے کے لئے۔ اس کی ہر حرکت ہر سکون اس کا اُٹھنا اس کا بیٹھنا اس کا چلنا اس کا دوڑنا اس کا کھانا اس کا پینا اس کا بولنا اور اس کا خاموش رہنا سب کا سب خدا کے لئے ہی ہوتا ہے۔ نیکی ایسے شخص کی غذا بنجاتی ہے۔ اس کو نہیں چین آتا۔ مگر تب جبکہ وہ ہر دن میں پہلے دن سے اپنے اندر زیادہ ترقی اور زیادہ خدا کی محبت اور زیادہ خدا کا عشق پائے۔ ایسا شخص شیطان کا پکا دشمن ہوتا ہے۔ شیطان فطرت لوگوں کو سدھانے اور ان کی اصلاح کے لئے یہ اپنی ساری عمر کو وقف کر دیتا ہے۔ اور یہ نیکی کے کام ہی کرتا ہے۔ اور اس کے دل میں ہر وقت یہی تڑپ ہوتی ہے کہ کسی طرح دنیا اپنے حقیقی مالک کو پہچان لے۔ اور اس سے واسطہ اور تعلق پیدا کرلے۔ یہی وہ حالت ہے جہاں تک پہنچ کے انسان پورے اخلاق حسنہ کو اپنے اندر لے لیتا ہے۔ اور اپنی آرزوؤں اور مرادوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ لیتا ہے۔ ایسا شخص دنیا میں رہ کے دنیا سے جدا ہوتا ہے۔ ایسا شخص ان باتوں کا مرتکب نہیں بنتا۔ جن سے خدا نے منع کیا ہے۔ ہاں چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے تو کوئی شخص بھی نہیں بچتا۔ اور ایسی غلطیوں کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔ الذین یجتنبون کبٰئر الاثم والفواحش الا اللمم۔ اِنّ ربّک واسع المغفرۃ (سورۂ نجم) پس معمولی بھول چوک کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ اور ایسا انسان انشأ ناہ خلقاً اٰخر۔ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ کہ اس میں اچھی باتیں آجاتی ہیں۔ اور بری باتیں اس سے دُور ہو جاتی ہیں۔ اور یہ خدا کا پیارا اور محبوب بن جاتا ہے کوئی پہاڑ ایسے شخص کی ترقی میں روک نہیں ہو سکتے۔ اور کوئی دریا اسکے عروج کے مانع نہیں بن سکتے۔ بڑی سے بڑی حکومتیں بھی ایسے شخص کو تباہ و برباد نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ یہ ایسی باتیں اپنے اندر رکھتا ہے کہ جس سے قیامت تک اس کا نام دنیا میں عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ اور پیچھے آنیوالے اکثر آدمی اسکے اخلاق کو اپنے اندر لانیکی کوشش کرینگے۔ اور وہ بھی کوشش کر کے اسی درجہ پر پہنچ سکیں گے۔ جس پر یہ پہنچا۔ اور پھر وہ بھی انہیں ثمرات کو حاصل کر سکینگے۔ جن کو اس شخص نے اب حاصل کیا۔ پس اب ضرورت ہے تو اس بات کی کہ انسان کوشش کرے۔ ہمت کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے آپ کو ہر کام کے قابل سمجھے - اور خدا پر بھروسہ کرکے اور اسی پر توکل کرکے اس کام کو اختیار کرے - اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ضرور برکتیں عطا فرمائیگا - اور اپنی رحمتوں کا مرکز اس کو بنائیگا - اور اپنے خاص خاص فضلوں سے اسکو خاص کریگا - اور یہ پھر دیکھ لیگا - کہ شیطان اور رحمان میں کتنا فرق ہے - شیطانی اور رحمانی لوگوں میں کس قدر فاصلہ ہوتا ہے - کون زمین میں سے حصہ لے رہے ہوتے ہیں اور کون آسمان سے - کون فائدے میں ہوتا ہے اور کون گھاٹے میں - کس کے ہاتھ میں خوبصورت قیمتی عمدہ اور اعلیٰ موتی ہوتا ہے - اور کس کے پاس خالی سیپ - کون عاقل ہوتا ہے، اور کون جاہل - ان سب باتوں کو دیکھکر ان کو سوچکر وہ خدا کا ہی شکریہ ادا کریگا - جس نے اس کو قعر ظلمت سے نکالا - اور روشنی کے بلند مینار پر کھڑا کر دیا - والسّلام علےٰ من اتبع الھدیٰ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین ؎

# کیا مہدی اور مسیح دو شخص ہیں؟

بابی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے جو مہدی اور مسیح کے متعلق پیشگوئیاں فرمائی ہیں - ان سے مراد یہ ہے کہ مہدی کوئی اور شخص ہے اور مسیح کوئی اور شخص ہے - چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ مہدی تو باب علی محمد ہے اور مسیح مرزا حسین علی جسے بہاء اللہ کہا جاتا ہے - میں یہ ثابت کرونگا کہ ان کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ مسیح اور مہدی دو شخص ہیں - وما توفیقی الّا باللہ العلیّ العظیم -

**دلیل اوّل** احادیث میں مہدی کی ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ زمین کو عدل اور قسط سے بھر دیگا جیسے کہ وہ ظلم اور جَور سے پُر ہوگی - چنانچہ فرمایا یملأ الارض عدلًا وقسطًا کما مُلِئَت جورًا و ظلمًا - دوسری طرف ہم احادیث میں مسیح کی بھی یہی علامت دیکھتے ہیں حضرت رسول کریمؐ فرماتے ہیں کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا بعض روایات میں آیا ہے مُقسِطًا - بابیوں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر مہدی اور مسیح دو شخص ہیں تو مہدی جو پہلے ہوگا وہ جب ظلم کو دُور کر دیگا تو مسیح کس ظلم کو دُور کرے گا - یا تو یہ کہو کہ مہدی آدھیگا اور اپنا کام ادھورا چھوڑ کر نا کام چل دیگا اور مسیح اس کی تکمیل کرے گا یا یہ کہو کہ دونو نام ایک ہی شخص کے ہیں - پہلا عقیدہ تو بالبداہت باطل ہے کیونکہ وہ مہدی کس کام کا جو اپنا کام پورا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیئے بغیر چلا گیا اور آدھا کام کر کے باقی دوسروں کے سپرد کر گیا۔

پس دوسرا عقیدہ بہرحال متعین ہے اور وہ یہ کہ مہدی اور مسیح دونو ایک شخص کے لقب ہیں نہ کہ دو شخصوں کے۔ کیونکہ اس طرح پر ایک کا آنا عبث اور فضول ٹھیرتا ہے۔ اس جگہ یہ بتا دینا بھی بے محل نہ ہوگا کہ بابیوں کے نزدیک یہ امر مسلّم ہے کہ مہدی پہلے ہوگا اور مسیح بعد میں آویگا۔ چنانچہ باب علی محمد پہلے تھا اور مرزا حسین علی اس کے بعد میں آیا۔

**دوسری دلیل** حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶ پر لکھا ہے۔ کہ "مہدی تین ہیں۔ مہدی الخیر۔ وہ عمر بن عبدالعزیز ہے۔ مہدی الدین۔ اور وہ عیسیٰؑ ہے۔ مہدی الدم اور وہ وہ ہے کہ جو ان خونوں کو دور کرے گا جو بہ رہے ہوں گے"

اس حوالہ سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مہدی الدین ہی دوسرا نام عیسیٰؑ کا ہے۔

پس اس حوالہ سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ مہدی اور مسیح ایک شخص کے دو نام ہیں نہ کہ دو مختلف شخصوں کے نام۔

**تیسری دلیل** حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶ پر لکھا ہے کہ ایک خلیفہ ہوگا جو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بھی بڑھ کر ہوگا۔

دوسری طرف اہل سنت والجماعت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں علاوہ انبیاء کے۔ یعنی انبیاءؑ کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کا درجہ سب لوگوں سے افضل ہے۔

ان دونو باتوں سے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خلیفہ نبی ہوگا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حدیث میں آنحضرتؐ نے مسیحؑ کے متعلق نبی اللہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مہدی بھی مسیحؑ کو کہا گیا ہے کہ جو نبی ہوگا۔ کیونکہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بڑھ کر افضل مہدی جب ہی ہو سکتا ہے کہ وہ نبی ہو۔ اور مہدی کے متعلق آپ نے کہیں نہیں فرمایا کہ وہ نبی ہوگا ہاں مسیحؑ کے متعلق ضرور فرمایا ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ پس ان احادیث کو آپس میں تطبیق دینے کے لئے ہم کہیں گے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص کے دو لقب ہیں نہ کہ دو شخصوں کے۔

**چوتھی دلیل** حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳ پر لکھا ہے کہ مہدی صلیب توڑے گا اور خنزیر قتل کرے گا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دوسری طرف مسیح کی بھی آپ نے یہی علامت بیان فرمائی یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر پس اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیحؑ اور مہدی دونو ایک شخص کے لقب ہیں۔ نہ دو شخصوں کے۔

**پانچویں دلیل** پھر ایک اور قرینہ بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحؑ اور مہدی دو شخص نہیں بلکہ ایک ہی شخص کے دو مختلف لقب ہیں۔ اور وہ یہ کہ مہدی کا حلیہ اور مسیح کا حلیہ آپس میں ملتا ہے مہدی کا بھی گندم گوں رنگ بیان فرمایا اور مسیحؑ کے متعلق بھی فرمایا کہ وہ اسمر اللون ہوگا۔

پھر اسی طرح فرمایا کہ مہدی درمیانہ قد کا آدمی ہوگا اور مسیح کے متعلق بھی فرمایا کہ وہ میانہ قد کا ہوگا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی شخص کے دو تو لقب ہیں نہ کہ دو آدمیوں کے دو لقب۔ جیسے کہ بابیوں نے خیال کر رکھا ہے۔

**چھٹی دلیل** حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳ پر لکھا ہے کہ مہدی خون نہیں بہائیگا اور دوسری طرف آنحضرتؐ نے مسیحؑ کے متعلق بھی یضع الحرب فرمایا۔ اس سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ یہی کہ مسیحؑ اور مہدی دو تو ایک شخص کے لقب ہیں دو مختلف آدمیوں کے نہیں۔

**ساتویں دلیل** مہدی کے متعلق بھی آتا ہے کہ وہ مال تقسیم کریگا اور مسیحؑ کے متعلق بھی فرمایا کہ یفیض المال حتی لا یقبلہ احد۔ یعنی مال تقسیم کرے گا۔ یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ اس سے بھی ہمارے دعوے کی تصدیق ہوتی ہے کہ مہدی اور مسیح دو شخص نہیں بلکہ ایک ہی شخص کے دو مختلف لقب ہیں۔

اسجگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ دوسری جگہ آپ نے فرمایا ہے کہ الغنیٰ غنی النفس یعنی حقیقی غناء تو نفس کا غنی ہونا ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا کی حرص نہ رہے بلکہ نفس غنی ہو جاوے اور وہ تبھی ہوتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا ہو جائے گویا خدا تعالیٰ سے تعلق کا نام مال ہے کیونکہ حقیقی مال وہی ہے کہ جس سے نفس غنی ہو جائے۔ تو اسجگہ جو آنحضرتؐ نے مال کا لفظ استعمال کیا اس سے بھی وہ حقیقی غناء یعنی نفس کو غنی کرنے والا مال مراد ہے۔ مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے اس قدر گہرا تعلق پیدا ہو جائیگا کہ جو دنیا سے بالکل مستغنی کر دیگا۔

**آٹھویں دلیل** حجج الکرامہ صفحہ ــــ پر لکھا ہے کہ مہدی معصوم ہوگا۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ معصوم صرف انبیاء ہی ہوتے ہیں۔ اب دو تو مقدموں کے ملانے سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ نکلا کہ مہدی بھی نبی ہوگا حالانکہ آنحضرتؐ نے اس کے متعلق کہیں بھی نبی کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ پس ان دونو باتوں کو تطبیق دینے کے لئے ہم کہتے ہیں کہ مہدی مسیح کو ہی کہا گیا ہے جس کے متعلق آپ نے نبی اللہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ مسیح اور مہدی دونو ایک شخص کے لقب ہیں نہ کہ دو شخصوں کے ؛

# علی محمد باب مہدی موعود نہیں بن سکتا

[مندرجہ بالا اور یہ مضمون جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل مصری کی ایک تقریر سے مقتبس ہے جو آپ نے طلباء کے سامنے کی مولوی علی محمد صاحب اجمیری کا تشکریہ کہ خلاصہ قلمبند کر کے مجھے عنایت کیا (اکمل)]

حضرت رسول مقبولؐ نے مہدی موعودؑ کے لئے چند امتیازی نشانات بتائے ہیں، جو علی محمد باب میں موجود نہیں۔

**پہلی علامت** آپؐ کا ارشاد ہے کہ مہدی کے زمانہ میں تمام ملل ہلاک ہو جائینگی سوائے اسلام کے۔ چنانچہ فرمایا تھلک الملل کلّھا الا الاسلام ابوداؤد باب خروج الدجال۔ اور پھر فرمایا یُلقی الاسلام بجرا ھذ علی الارض یعنی اسلام مہدی کے ذریعہ خوب مضبوط ہو جائے گا۔ یہ ایک علامت ہے جو مہدی کے لئے آنحضرتؐ نے بیان فرمائی ہے لیکن یہ علامت باب علی محمد میں نہیں پائی جاتی کیونکہ اس نے تو بجائے اسلام کو مضبوط کرنے کے اسے منسوخ قرار دیا ہے۔ حالانکہ مہدی کے لئے اس کی صداقت کا سب سے بڑا نشان یہی ہے کہ وہ اسلام کو دوسرے مذاہب پر غالب کریگا چنانچہ اس کی طرف قرآن مجید نے بھی ھوالذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلّہٖ کے الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔ پس یہ علامت علی محمد باب میں مفقود ہے اس لئے وہ مہدی ہونیکا غلط دعویٰ رکھتا ہے۔ ہاں یہ علامت حضرت مرزا صاحب میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ حضورؑ نے اپنی ساری عمر اسلام کی حقانیت ثابت کرنے میں خرچ کی اور باقی تمام مذاہب کو باطل کر کے دکھلایا۔ اور اسلام کے مرجھائے ہوئے پودے اور اُکھڑے ہوئے درخت کی دوبارہ آبپاشی کی چنانچہ وہ سرسبز اور شاداب ہو کر دوبارہ مضبوط ہو گیا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

**دوسری علامت** ۔ ان علامات میں سے جو آنحضرتؐ نے مہدی کے لئے بیان فرمائیں ایک یہ ہے کہ اس کے ظہور سے اوّل بہت سے مفاسد پھیلے ہوئے ہوں گے اور وہ ان کو دور کریگا ان میں سے ایک سود بھی بتایا گیا ہے ۔ (دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۴)

اس حدیث میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ مہدی علاوہ دوسرے مفاسد کو دور کرنیکے سُود کی خرابی کو بھی دنیا سے مٹا دیگا ۔ متبعین باب یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ باب علی محمد نے دوسرے مفاسد کو دور کیا (گو یہ قول بھی حقیقت سے کتنا ہی دور ہے) لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ سود بھی دور کیا کیونکہ اس نے سود کو جائز قرار دیا ہے ۔

پس اس علامت کے لحاظ سے بھی جو مہدی کی آنحضرتؐ نے بیان فرمائی ہے باب علی محمد مہدی نہیں کہلا سکتا ۔

**تیسری علامت** } حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۰ پر نواب صدیق حسن خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "مہدی سے پہلے حضرت علیؓ کی اولاد سے ایک شخص مہدی ہونیکا دعویٰ کریگا لیکن وہ مہدی نہ ہوگا بلکہ جھوٹا ہوگا وہ یا قتل کیا جاوے یا خود ہی جلد ہلاک ہو جائیگا"

یہ علامت بھی باب علی محمد کو مہدی بننے سے روکتی ہے کیونکہ بابی کوئی بھی ایسا شخص نہیں بتلا سکتے کہ جو باب سے پہلے مہدی ہونیکا دعویٰ کرتا ہو اور حضرت علیؓ کی اولاد سے ہو اور پھر قتل بھی کیا گیا ہو ہاں ہم حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے ایسا شخص دکھلا سکتے ہیں جس نے مہدی ہونیکا دعویٰ کیا اور تھا بھی حضرت علیؓ کی اولاد سے اور قتل بھی کیا گیا ۔ وہ خود باب ہے جو حضرت مرزا صاحبؑ مہدی موعودؑ صادق و مصدوق سے پہلے آیا ۔ مہدی ہونیکا دعویٰ بھی کیا حضرت علیؓ کی اولاد سے بھی تھا بالآخر قتل بھی کیا گیا ۔ پس اس علامت کی رو سے بھی حضرت مرزا صاحبؑ مہدی موعودؑ ٹھہرے نہ کہ علی محمد باب بلکہ اس علامت کی رو سے وہ جھوٹا قرار پایا ۔

**چوتھی علامت** } مشکوٰۃ باب علامات بین یدی الساعۃ فصل ثانی ۔ "دجال مشرق کی طرف سے نکلیگا ایسے ملک سے جس کا نام کہ خراسان ہے میری اُمّت میں سے ستر ہزار آدمی اس کی پیروی کرینگے جن پر طیلسانیں ہونگی"

پھر مسلم جلد دوم میں بھی یہ حدیث آئی ہے جس میں میری اُمّت کی بجائے آیا ہے "یہود میں سے ستر ہزار آدمی اس کی پیروی کرینگے جن پر طیلسانیں ہوں گی"

اس مسلم والی حدیث میں یہود سے مراد مسلمان ہی ہیں جیسے کہ لتتبعن سنن من قبلکم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی حدیث میں مسلمانوں کو یہود کہا گیا ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہدی سے پہلے ایک دجّال خراسان سے نکلیگا علی محمد باب سے پہلے کوئی دجّال خراسان سے نہیں نکلا۔ ہاں حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے جو سچے مہدی ہیں خراسان سے دجّال نکلا اور اس کی بہت سے لوگوں نے پیروی کی۔

حدیث میں جو ستّر ہزار کا لفظ آتا ہے اس کے معنی کثرت کے ہیں یہ عربی زبان کا محاورہ ہے کہ کسی چیز کی کثرت کا اظہار کرنے کے لئے سات کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور حدیث میں جو طیلسان کا لفظ ہے اس سے مراد سیاہ کپڑا ہے جو بابی لوگ پہنا کرتے ہیں ؛

**پانچویں علامت** } حدیث شریف میں مہدی کی ایک یہ علامت بھی بتائی ہے کہ اس کے زمانہ میں سورج اور چاند کو رمضان میں گرہن لگیگا چنانچہ فرمایا انّ لمھدینا اٰیتین الخ

یہ علامت بھی علی محمد باب کے لئے نہیں پائی جاتی کیونکہ کوئی بابی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اسکے زمانہ میں سورج اور چاند کو ماہ رمضان میں مطابق شرائط مندرجہ حدیث گرہن ہوا۔ ہاں یہ علامت حضرت مرزا صاحب اور صرف ان میں ہی پائی جاتی ہے جس کا کوئی دشمن کسی طرح بھی انکار نہیں کر سکتا ؛

**چھٹی علامت** } مہدی کی ایک یہ علامت بھی بتائی گئی ہے۔ کہ اس کے زمانہ میں ذوالسنین ستارہ طلوع ہوگا۔ لیکن کیا بابی بتلا سکتے ہیں کہ باب علی محمد کے زمانہ میں کونسا ایسا ستارہ طلوع ہوا؟ ہاں ہم بتلا سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے زمانہ میں اس ذوالسنین ستارہ کا طلوع ہوا جو ان کی صداقت پر مہر لگا گیا ؛

**ساتویں علامت** } مہدی موعودؑ حارث بن حرّاث ہوگا لیکن علی محمد باب نہ تو خود زمیندار اور نہ ہی ان کا باپ زمیندار ہاں تاجر تھے۔ تو ان کو مہدی کا خطاب کس طرح دیا جا سکتا ہے۔ ہاں حضرت مرزا صاحبؑ حارث تھے اور حرّاث کے بیٹے تھے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ حارث اور حرّاث کے معنوں میں فرق ہے۔ یہ بعینہٖ اس طرح ہے کہ جس طرح ہم صیّاد اس شخص کو بھی کہہ دینگے جس نے ایک بار بھی شکار کیا ہو لیکن اُسے صیّاد نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ ہم اسی کو کہہ سکیں گے جس کا پیشہ ہی شکار کرنا ہو اسی طرح حرّاث تو اُسے کہیں گے جسکا پیشہ ہی زمینداری کرنا ہو اور حارث ہم اس کو کہیں گے جس کا پیشہ زمینداری نہ ہو۔ اب دیکھو کس طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ حدیث مرزا صاحبؑ پر صادق آتی ہے۔ آپ کے والد ماجد تو حرّاث تھے یعنی ان کا پیشہ ہی یہی تھا اور حضرت مرزا صاحب خود حارث کہ جن کا پیشہ یہ نہ تھا ہاں زمیندار تھے۔ پس ان کو حارث کہا گیا اور ان کے والد ماجد کو حرّاث کہا گیا۔ سبحان اللہ! کس خوبی کے ساتھ یہ علامت حضرت مرزا صاحب میں پائی گئی ❖

**آٹھویں علامت** } یَتَوَفّٰی وَیُصَلِّیْ علیہ المسلمون۔ ابوداؤد باب خروج الدجال یعنی مہدی اپنی طبعی موت سے مریگا اور اسپر مسلمان جنازہ پڑھینگے

اس حدیث میں صاف طور پر بتلایا گیا ہے کہ مہدی کی توفّی ہو گی یعنی طبعی موت سے مریگا لیکن باب علی محمدؐ قتل ہوا اور وہ اس نشان سے بھی محروم ثابت ہوا ❖

**نویں علامت** } حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۰ پر لکھا ہے: "مہدی کے زمانہ میں ہندوستان میں جنگ ہو گی"۔

یہ علامت بھی باب علی محمدؐ میں مفقود ہے کیونکہ علی محمدؐ نہ تو ہندوستان میں آیا اور نہ ہی اس نے کوئی جنگ کی۔ ہاں سیدنا مرزا صاحبؑ کے زمانہ میں ہندوستان میں جنگ عظیم ہوئی جسمیں خدا تعالیٰ نے ان کو فتح بخشی۔ اس جگہ جنگ سے مراد مذہبی جنگ ہے جو دلائل اور براہین کے ساتھ ہوتی ہے اور یہی وہ جنگ ہے جو حضرت مرزا صاحبؑ کی عبداللہ آتھم کے ساتھ پندرہ دن تک بمقام امرتسر ہوتی رہی اور جو "جنگ مقدّس" کے نام سے مشہور ہے ❖

**دسویں علامت** } حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۰ پر لکھا ہے کہ "مہدی مدائن شرک فتح کریگا"۔ اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ گویا مہدی کی پیدائش شرک کی جگہ میں ہو گی اور ظاہرہ شرک یعنی بتوں کی پوجا وغیرہ اس وقت ہندوستان میں ہے۔

پس یہ علامت بھی باب علی محمدؐ میں نہ پائی گئی۔ کیونکہ وہ ایران میں پیدا ہوا جہاں کہ عموماً مسلمان آباد ہیں۔ ہاں حضرت مرزا صاحب میں پائی گئی۔ جنہوں نے مشرکوں کے ساتھ مباحثات کیئے اور ان کے دلائل کو تقریر اور تحریر سے توڑا اور یوں مدائن شرک کو فتح کر لیا۔ باب بیچارہ نہ ہندوستان دارالشرک میں آیا نہ ہی کوئی شہر فتح کیا۔ یہ دس علامات ہیں موٹی موٹی مہدیؑ موعود کی جو باب علی محمدؐ میں مفقود ہیں۔ اسی وجہ سے وہ مہدی موعود کے دعویٰ میں جھوٹا ہے ❖

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# حضرت رسول صلعم کے دو خاص اور اہم خطبے

## خلفائے راشدین رض کے ایمان اور انکی خلافت برحقہ کا زبردست ثبوت

### بروایات شیعہ اثنا عشریہ

ان دو خطبوں سے راقم آثم کی مراد وہ دو خطبے ہیں جو بربنائے روایات شیعہ آنحضرت صلعم نے دو خاص اور مہتم بالشان موقعوں پر ارشاد فرمائے۔

سب سے پہلا خطبہ تو وہ ہے جو منصب رسالت پر فائز ہونے کے تین سال بعد آپؐ نے آیۂ فاصدع بما تؤمر کے نازل ہونے پر مسجد الحرام میں جا کر سب رؤسائے قریش و قبائل عرب کے سامنے پہلی دفعہ باآواز بلند ارشاد فرمایا

اور دوسرا وہ خطبہ ہے جو سب سے آخری خطبہ ہے اور اس کے بعد جیسے کہ مروی ہے منبر پر بیٹھ کر آپؐ نے کوئی خطبہ نہیں سنایا۔ اس آخری موقعہ پر تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کو خاص اہتمام کے ساتھ حرم رسولؐ یعنی مسجد نبوی میں مسلح ہو کر جمع ہونے کا حکم فرمایا گیا تھا۔ اور وہ ہزاروں کی تعداد میں حاضر تھے۔ ہر دو خطبوں کی اہمیت کے لئے دونو موقعوں کی اہمیت کافی شہادت ہے۔ کیونکہ اسی ہادی برحق بتحقیق اور مومنوں پر اُن کے والدین سے بھی زیادہ شفیق اور غمگسار پیغمبر پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے اور سب سے آخر جو کچھ فرمایا ہوگا۔ وہ معمولی اور سرسری نہ ہوگا۔ بلکہ زبان ہدایت ترجمان سے جو کچھ دُرفشانی فرمائی ہوگی۔ وہ واقعی دیدنی و شنیدنی و قابل قدر اور یقیناً اہم ترین امور دین پر مبنی ہوگی۔ اور جیسے کہ مثل مشہور ہے اوّل و آخر نسبتے دارد۔ سب سے پہلے اور سب سے پچھلے کلام صداقت نظام کی حسن مناسبت بھی اسی نتیجہ حسنہ کی متقاضی ہے۔ بہر حال وہ خطبے یکے بعد دیگرے ہدیۂ ناظرین کرام ہیں۔

**خطبہ اوّل نمبر ۱** در حدیث صحیح از حضرت امام باقر علیہ السلام منقول است کہ اجابت حضرت رسول صلی اللہ و آلہ وسلم نکرد احدے پیش از علی ابن ابی طالب و خدیجہ و بعد ازاں آنحضرتؐ پنہاں و خائف و ہراساں بود از کافران و انتظار فرج مے کشید تا آنکہ حق تعالیٰ امر نمود آنحضرتؐ را باظہار دعوت خود پس حضرتؐ بمسجد آمد و بحجر اسمٰعیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایستاد و بہ صدائے بلند ندا کرد کہ اے گروہ قریش و اے طوائف عرب شمارا میخوانم بہ سوئے وحدانیت خدا و ایمان آوردن بہ پیغمبرے من و امر میکنم شمارا کہ ترک کنید بت پرستی را و اجابت نمائید مرا در آنچہ شمارا آں میخوانم تا پادشاہاں عرب گردید و گروہ عجم شمارا فرمانبرداران گردند و در بہشت پادشاہان باشید۔ پس قریش استہزا کردند با آنحضرتؐ و ابولہب گفت تبالک ہلاک باد از برائے تو مارا برائے ایں طلبیدہ بود۔ پس سورۂ تبت یدا ابی لہب نازل شد و کفار قریش گفتند کہ محمدؐ دیوانہ شدہ است ××× ابوطالب با آنحضرتؐ گفت کہ ایں چہ سخن است کہ قوم ترا بفریاد آوردہ است حضرتؐ فرمود کہ اے عم ایں دینے است کہ خدا برائے پیغمبرانش پسندیدہ است و مرا بدین حق مبعوث گردانیدہ است ××× من یک کلمہ از ایشاں میخواہم کہ اگر آنرا بگوئید پادشاہ عرب و عجم شوند و در بہشت پادشاہان باشند۔" حیات القلوب جلد ۲ باب ۲۳ صفحہ ۲۵۵ و صفحہ ۲۵۶

یعنی حدیث صحیح میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ حضرت رسول صلے اللہ علیہ و آلہ کو علیؓ ابن ابی طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضؓ سے پہلے کسی نے قبول نہ کیا تھا۔ اور اس کے بعد آنحضرت صلعم کافروں سے پوشیدہ اور خوف زدہ اور سہمے ہوئے ہی رہتے تھے۔ اور نصرت الٰہی کا انتظار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا کہ اپنی دعوت کو ظاہر کرو۔ پس حضرتؐ مسجد الحرام میں تشریف لائے اور حجر اسمٰعیلؑ پر کھڑے ہو گئے اور باواز بلند فرمایا کہ اے قریشیو اور اے عرب کے لوگو۔ میں تم کو بلاتا ہوں کہ خدا کی وحدانیت کی شہادت دو۔ اور میری پیغمبری پر ایمان لے آؤ۔ اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ بت پرستی کو ترک کر دو اور مجھ کو اس میں قبول کر لو۔ جس میں تم کو میں بلاتا ہوں تاکہ تم عرب کے بادشاہ ہو جاؤ۔ اور عجم والے تمہارے فرمانبردار ہو جائیں اور بہشت میں تم بادشاہ ہو۔ اس پر قریش نے آنحضرت صلعم پر ہنسی اڑائی۔ اور ابولہب نے کہا کہ تو ہلاک ہو جائے۔ پس سورہ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی۔ اور قریش کافروں نے کہا کہ محمدؐ دیوانہ ہو گیا ہے ابوطالب نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ یہ بات کیا ہے جس سے تمہاری قوم چلّا اٹھی ہے حضرتؐ نے فرمایا یہ ایک دین ہے جو خدا نے اپنے پیغمبروں کے لئے پسند فرما لیا ہے۔ اور مجھ کو دین برحق دیکر بھیجا ہے۔ میں تو اُن سے ایک کلمہ کہلوانا چاہتا ہوں کہ اگر اس کو کہدیں تو عرب و عجم کے بادشاہ ہو جائیں اور بہشت میں بادشاہ ہوں۔

۱۔ اسی خطبہ سے ظاہر ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ فاتحان عرب و عجم واقعی مومن صادق تھے۔ اور جس طرح کہ حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارات اُن کے حق میں اس دنیاوی زندگی میں سچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نکلیں۔ انشاء اللہ آخرت میں بھی وہ ضرور ضرور جنّت کی بادشاہت کے بھی وارث ہوں گے۔ اور یہ کامیابی دارین اُن کے مومن سابق الایمان بلکہ امیر المومنین و خلفائے راشدین رضو اوصیائے حضرت سید المرسلینؐ ہونے پر بین دلیل ہے۔

۲۔ اگر کوئی معترض کہے کہ وہ تو مومن نہ تھے۔ بلکہ منافق تھے نعوذ باللہ من ذالک۔ تو اس اعتراض کی زد ابوبکر و عمر تک ہی نہ رہے گی۔ بلکہ بہت دور تک جا پہنچے گی۔

کیونکہ پھر پوچھنے والے پوچھ سکتے ہیں کہ جن بزرگواروں کو تم سابق الایمان مانتے ہو ان فتوحات کا سہرا کیوں ان کے سر پر نہ بندھا۔ منافقوں نے اس کو غصب کر کے اپنے سر پر باندھ لیا؟

اب معاملہ دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو یہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام ابوبکر و عمر سے پہلے ایمان نہیں لائے تھے۔ اور جو لائے تھے تو وہ ایسا کامل اور وزندار ایمان نہ ہوگا جس پر ایسا بھاری اجر مترتب ہو سکے۔ یا یہ کہ ابوبکرؓ و عمرؓ ہرگز منافق نہ تھے۔ جیسے کہ عام طور پر شیعہ مانتے چلے آئے ہیں۔ بلکہ واقعی سب سے پہلے ایمان لانے والے اور نہایت مخلص اور سابقون الاولون میں سے ممتاز مومن صادق تھے۔ ورنہ وہ اُن انعامات و بشارات کے وارث نہ ہوتے جو بحکم خدا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صادق اور مخلص مومنین کے لئے ارشاد فرمائیں یا پھر کہو کہ مخبر صادقؐ نے نعوذ باللہ یہ بشارت اپنے دل سے بنا کر مشرکین عرب و کفار قریش کو اپنا آبائی مذہب ترک کرنے کے لئے ایک دل فریب لالچ دیدیا تھا اگر یہ ہے تو پھر دین اسلام کی سچائی اور قادر مطلق خدا کی شان قدرت نمائی کیا رہ جائیگی؟ خاک!!!

۳۔ ان گرفتوں سے گھبرا کر عجب نہیں کہ شیعہ صاحبان کہہ دیں کہ اصحاب ثلاثہ نے نہ عرب کو محکوم کیا نہ عجم کو نہ شام وغیرہ بلاد کو۔ بلکہ یہ ممالک خود بخود حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے چہ خوش؟ اور بالفرض مان لیا کہ یہ فتوحات ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت میں ہی مسلمانوں کو نصیب ہوئیں۔ لیکن یہ امر آنکو کچھ مفید نہیں ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ خدا اس دین کی تائید ایک شخص فاجر سے بھی کرا لیتا ہے۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر نہ وہ ایمان لائے نہ انہوں نے عرب و عجم کو فتح کیا تو پھر آپ لوگوں کو اُن سے دلی بغض کیوں ہے؟ اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ کیا خدا و رسولؐ ایسے ہی عاجز اور درماندہ تھے کہ دیکر اُن کو فاجروں کا ہی رہین احسان ہونا تھا اور رہین بھی کیسا جسکی میعاد رہن قیامت ہے؟ شرم۔ شرم!!!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر اگر اتنی عظیم الشان اور قدیم سلطنتیں خود بخود تابع اسلام ہو گئیں تھیں تو اسلام کے غیور خدا کا فرض تھا کہ دوسرے بہت سے ممالک عالم کو کسی مومن مخلص کے ہاتھ سے بھی تو مفتوح کرا دیتا تاکہ اُمّت مرحومہ ہمیشہ ہمیشہ تک کے لئے فجار و کفار کی تائید دین کی رہین منّت نہ رہتی۔

۴۔ آگے نزول وحی جبرئیل کے متعلق حسب اعتقاد شیعہ جو ایک فروگذاشت ہو چکی ہے کہ بجائے علیؓ کے محمدؐ کو رسالت سے ممتاز کر دیا گیا۔ کم افسوسناک نہیں ہے۔ کیا ان بشارات موعودہ متعلق فتح عرب و عجم کے بارہ میں بھی اللہ میاں سے بھول چوک ہو گئی ہے؟ کہ ان کو نامزد تو جناب امیر المؤمنین ملقب بہ شاہ عرب میر عجم کے ساتھ کرنا تھا۔ لیکن کر دیا ابوبکرؓ و عمرؓ کے نام پر۔ جو نہ مومن تھے نہ خیر اندیش رسول صلعم بلکہ بعض یہودی اہل کتاب اور کاہنوں سے سن کر کہ تم کو خلافت رسولؐ ملیگی اور تم بادشاہ عرب و عجم ہو جاؤ گے۔ بہ طمع ریاست و حبّ جاہ دنیاوی ایمان لائے تھے۔ اور بس۔ اگر نعوذ باللہ یہی قسمعا ملہ ہے تو خدا کی قسم ہرگز قابل درگذر نہیں ہے۔

۵۔ اسی خطبہ کی محوّلہ بالا عبارت سراپا بشارت میں اُن حق پوش شیعہ متکلمین کا جواب باصواب بھی موجود ہے۔ جن کی نظر میں عرب و عجم کی فتوحات معمولی مثل دوسرے دنیاوی فتوحات کے ہیں۔ اور ان کے فاتحین اعظم کو وہ مثل عام بادشاہان زمین و سلاطین فرنگ۔ و جرمن و فرانس وغیرہ قرار دیکر عوام کی طفل تسلّی کر دیتے ہیں۔ چنانچہ پارسال ماہ فروری ۱۹۲۳ء کے تحریری مباحثہ واقعہ ہلال پور جٹاں میں بمقابلہ احمدی فاضل مناظر مولانا حافظ روشن علی صاحب جو اہلسنت والجماعت ۔۔۔۔۔۔ کی طرف سے مقرر تھے۔ سید غلام علی شاہ صاحب شیعہ مناظر نے اظہار فرمایا تھا۔ اور اس طرح میرے ایک اور شیعہ دوست نے سرکار شیخ عبد العلی ہردی طہرانی آنجہانی کی زبانی بھی میرے دریافت کرنے پر کہا تھا کہ علامہ صاحب ان کو مثل دوسرے دنیاوی بادشاہوں کے ہی قرار دیتے ہیں اور اس سے زیادہ کوئی وقعت نہیں دیتے۔ لیکن ایسے ناحق کوشوں کو چاہیئے کہ وہ اس خطبہ کو جو باقر العلوم امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی اور ملا باقر مجلسی جیسے فاضل کی معتبر کتاب سے منقول ہے تعصّب کی پٹی اُتار کر ذرا بہ غور و خوض تمام مطالعہ کریں اور عاجز راقم کی قوّت استدلال کی داد دیں۔ کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے مومن ہونے کا کیسا زبردست ثبوت ان کی اپنی معتبر کتابوں سے نکال کر سامنے رکھ دیا ہے۔ ہاں ایسا ہی زبردست کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام بلکہ دوسرے گیارہ اماموں کے ایمان کو ثابت کرنا مشکل ہو گیا۔ لینے کے دینے پڑ گئے۔ کیوں نہ ہو۔ بقول شخصے ؎ کیا لطف جو غیر پردہ کھولے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔

معزز ناظرین! بفضلہ تعالیٰ کئی مزید حوالے اس خطبہ اور بشارات محولہ خطبہ کی تائید میں پیش کرسکتا ہوں۔ مگر کیا کروں کہ پھر موضوع مضمون سے دُور جا پڑوں گا دوسرے خوف طوالت بھی مانع ہے۔ البتہ ضرورت ہوئی تو پھر تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ سب تائیدی شہادتیں عرض کردوں گا۔

**دوسرا خطبہ نبوی صلعم**۔ ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں:۔

"وایضاً کلینی بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ جبرئیل امین از جانب خداوند عالمیان خبر وفات حضرت رسول را آورد در وقتے کہ آنحضرت را ہیچ دردے و المے نبود پس حضرت رسول فرمود کہ در میان مردم ندا کردند کہ جمع شوند و مہاجران و انصار را حکم فرمود کہ اسلحۂ خود را بپوشند چوں مردم جمع شدند حضرت بر منبر برآمد و خبر فوت خود را بایشاں گفت و فرمود کہ خدا را بیاد کسے مے آورم کہ بعد از من والی شد بر اُمت من کہ البتہ رحم کند بر جماعت مسلمانان و پیران ایشاں را بزرگ شمارد و ضعیفان ایشاں را رحم کند و عالم ایشاں را تعظیم نماید و ضرر بایشاں نہ رساند کہ باعث مذلّت ایشاں گردد و فقیر نہ گرداند ایشاں را کہ موجب کفر ایشاں شود و در خود را بر روئے ایشاں نہ بندد کہ اقویائے ایشاں بر ضعیفان مسلط شوند و ایشاں را در سرحدہائے کافراں بسیار حبس نہ نماید کہ باعث قطع نسل اُمت می گردد پس فرمود کہ تبلیغ رسالت کردم و خیر خواہی شمارا بجا آوردم پس ہمہ گواہ باشید حضرت صادق فرمود کہ ایں آخر سخنے بود کہ آنحضرت بر منبر گفت۔" (حیات القلوب جلد ۲ باب ۶۲ از وصیت حضرت رسول صلعم ص۶۴۹)

ترجمہ۔ اسی طرح کلینی نے بسند معتبر امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جبرئیل امین حضرت رسول صلعم کی وفات کی خبر لیکر آئے ایسے وقت میں کہ آنحضرت صلعم کو کوئی دُکھ درد نہ تھا۔ پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ لوگوں میں منادی کردو کہ جمع ہوں اور مہاجرین و انصار کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار پہن لیں جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت منبر پر رونق افروز ہوئے اور اپنی رحلت کی خبر انکو سُنائی اور فرمایا کہ جو کوئی میرے بعد میری اُمت پر حاکم ہو میں خدا کی ذات کو اسکی یاد میں لاتا ہوں کہ البتہ رحم کرے مسلمانوں کی جماعت پر۔ اُن کے بڈھوں کی تکریم کرے اور اُن کے ضعیفوں پر رحم کرے اور جو اُن میں سے عالم (دین) ہیں ان کی تعظیم کرے اور ان کو ضرر نہ پہنچائے۔ کہ ان کی ذلّت کا باعث ہو اور ان کو بھوکا نہ کردے کہ انکے دوبارہ کافر ہونیکا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجب ہو اور اپنا دروازہ اُن کے مُنہ پر بند نہ کرے مبادا جو زور آور ہیں وہ کمزوروں پر تسلط جمالیں۔ اور انکو کافروں کی سرحد پر زیادہ عرصہ تک نہ رہنے دے کہ انکی قطع نسل کا باعث ہو۔ پھر فرمایا میں نے تبلیغ رسالت پورا کردیا۔ اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کردیا۔ پس سب لوگ گواہ رہو۔ حضرت علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ آخری کلمات تھے جو آنحضرت صلعم نے منبر پہ بیٹھ کر فرمائے۔

**وصایائے مزید بروایت شیخ مفید**

ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب جلد دوم کے باب ۶۳ میں جو جملہ وصایائے رسول پر مشتمل ہے۔ علاوہ خطبہ مجولہ بالا کے دو اور خطبات بھی درج کیئے ہیں۔ جن کو اپنے زمانہ کے فاضل وحید شیخ مفید نے بسند معتبر عبید اللہ ابن عباسؓ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

روایت نمبر ا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے لوگو اپنے پیغمبر کے فوت ہو جانے سے کیوں از ابن عباس رضی انکار کرتے ہو۔ میں نے مکرر اپنے مرنے کی خبر تم کو دے دی اور تمہارے مرنے کی خبر تم کو کہ سنائی۔ اگر مجھ سے پہلے کوئی پیغمبر دنیا میں رہ جاتا ضرور میں بھی تمہارے درمیان رہ جاتا۔ جان لو کہ میں اپنے پروردگار کے پاس جاتا ہوں۔ اور تمہارے درمیان ایک چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اُسے مضبوط پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ کتاب خدا ہے جو تمہارے درمیان ہے اور صبح شام تلاوت کرتے ہو۔ پس دنیا کی رغبت نہ کرنا اور ایک دوسرے پر حسد نہ کرنا آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنا۔ جیسے کہ خدا نے تم کو حکم فرمایا ہے۔ اور بہ تحقیق اپنے اہلبیت اور عترت کو تمہارے درمیان چھوڑے جاتا ہوں اور تم کو ان کے بارہ میں وصیت کرتا ہوں پھر انصار کے حق میں تم کو وصیت کرتا ہوں کیونکہ تم نے جان لیا ہے حق اُن کا۔ اور ان کی کوشش کو خدا اور رسولؐ اور مومنوں کے نزدیک۔ انھوں نے تم کو اپنے گھروں میں پناہ دی۔ اور اپنے نصف میوے تم کو بخش دیئے۔ اور تمہاری خاطر کو انہوں نے مقدم رکھا۔ خود خواہ کتنے ہی محتاج تھے۔ پس جو شخص مسلمانوں کا اولی الامر بنے اسکو چاہیئے کہ نیک مرد انصار کے ساتھ مروت کرے۔ اور ان میں سے کوئی خطا کرے تو اُس سے درگذر کرے اور یہ آخری مجلس تھی جو حضرت کی منبر پر بیٹھ کر کی یہاں تک کہ اپنے مولا سے جا کر ملاقات کی۔

ؔ لگتے ہاتھوں وفات مسیحؑ کا ثبوت بھی لے لیجئے (اکمل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض ضروری فقرات کا خلاصہ اصل عبارت فارسی میں۔

۱۔ "و در میان شما چیزے مے گذارم کہ اگر بآں متمسک شوید ہرگز گمراہ نمے شوید و آں کتاب خدا است کہ در میان شما است۔ و در ہر صبح و شام تلاوت مے کنید" پس رغبت نمائید در دنیا و حسد مبرید بر یکدیگر و دشمنی مکنید باہم و برادران باشید چنانکہ خدا شمارا امر فرمودہ است۔ و در تحقیق کہ اہلبیت و عترت خود را در میان شما مے گذارم و شمارا وصیت مے کنم بایشاں پس وصیت میکنم شمارا بہ انصار۔

۲۔ پس کسے کہ والئ امرے شود در میان مسلماناں بائید کہ نیکوکار انصار را بنوازد و از بدکردار ایشاں عفو نمائید۔ حیات القلوب جلد ۲ باب ۶۳ صفحہ ۶۵۲

**روایت نمبر ۲** / فرمایا کہ جب آنحضرت صلعم کی وفات کا وقت نزدیک پہنچا۔ تو جبرئیل
**بروایت امام محمد باقرؑ** آنحضرت صلعم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اے رسول اللہؐ کیا آپ کی خواہش ہے کہ پھر دنیا میں لوٹ کر جائیں حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا۔ جو کچھ میرے ذمہ تبلیغ رسالت تھی میں نے اسکی تعمیل کر دی۔ پھر جبرئیل آیا اور کہا کہ آیا دنیا میں لوٹ کر جانا نہیں چاہتے۔ فرمایاؐ کہ نہیں بلکہ رفیق اعلیٰ کی خواہش ہے یعنی خدا کے پیغمبر اور ان کے اوصیاؤں اور اس کے پیاروں کی رفاقت۔

پھر حضرتؐ نے لوگوں کو نصیحت کی اور فرمایا اے لوگو میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔ اور میری سنت کے بعد کوئی سنت نہیں پس جو کوئی دعوی پیغمبری کا کرے یا میرے دین میں کوئی بدعت (نئی بات) کرے اس کا دعویٰ اور اس کی بدعت جہنم میں ہے اور جو کوئی ایسا دعوی کرے اسکو قتل کر دینا۔ اور جو کوئی اس کا پیرو ہو جہنمی ہے۔ اے لوگو زندہ رکھو قصاص کو اور زندہ رکھو حق کو اور تتر بتر نہ ہو جانا اور مسلمان رہنا اور اپنے دین کے پیشواؤں کی تابعداری کرنا تاکہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچ رہو۔ پھر اس آیۂ (دافی ہدایہ) کو تلاوت فرمایا۔

كتب الله لاغلبنّ انا ورسلى ان الله قوى عزيز

اصل عبارت فارسی کے فقرات ضروری

۱۔ حضرتؐ فرمود کہ نہ میخواہم و آنچہ بر من بود۔ از تبلیغ رسالت الٰہی بعمل آوردم۔

۲۔ ہر کہ بعد از من دعوئ پیغمبری کند یا بدعتے در دین من کند دعوی او و بدعت او در آتش است و ہر کہ چنیں دعوائے کند او را بکشید و ہر کہ پیروی او کند در آتش است۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳- ایہا الناس احیا کنید قصاص را و زندہ بدارید حق را و پراگندہ مشوید و مسلمان باشید و انقیاد کنید پیشوایان دین را تا از عذاب دنیا و آخرت سالم گردید۔ پس ایں آیہ را خواند کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ان اللہ قوی عزیز‘‘ حیات القلوب جلد ۲ باب ۶۳ صفحہ ۶۵۲

خطبہ نمبر ۲ اور مذکورہ بالا وصایائے مزید میں سے جو آنحضرت صلعم نے بتقاضائے کمال شفقت حیات مستعار کے آخری اوقات میں ارشاد فرمائیں۔ اُن کے مطالعہ سرسری سے ہم ذیل کے نتائج اخذ کر سکتے ہیں

۱- یہ کہ اس خطبہ کے ارشاد فرمانے کے وقت آپؐ بالکل تندرست تھے۔ اور کسی قسم کا دُکھ درد نہ تھا۔ پس آپ کا ہر جملہ کلام ہدایت نظام بھی ہر ایک نقص و علت سے پاک ہے۔

۲- جس طرح کہ پہلا خطبہ مسجد الحرام کے اندر آپ نے قریش اور عرب باشندگان مکہ معظمہ کے روبرو بھری مجلس میں باآواز بلند ارشاد فرمایا تھا۔ اسی طرح اس آخری خطبہ کو بھی مسجد نبویؐ کے اندر سب مہاجرین و انصار کو منادی کر کے خاص طور پر بلوایا۔ اور حکم دیا تھا کہ مسلح ہو کر آئیں۔ تاکہ اپنے پیغمبر کی آخری وصایا کو سن لیں اور اُن پر عمل پیرا ہوں

شیعہ لوگ ازراہ تعجب فرمایا کرتے ہیں کہ جب کوئی معمولی دنیادار بھی دو چار دن کیلئے باہر سفر کو جاتا ہے تو اپنے لوگوں میں سے ضرور کسی نہ کسی کو اپنا نائب اور قائم مقام بنا کر ہی جاتا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ آنحضرت صلعم جیسا عظیم الشان پیغمبر جس کی شریعت کا دائرہ اسقدر وسیع اور جس کا دین قیامت تک باقی اور پائیدار ہے دنیا سے رحلت کر جاتا ہے۔ مگر اپنے دین اور اپنے متعلقین کی حفاظت کے لئے کوئی انتظام ہی نہیں کرتا۔ نہ کسی کو خلیفہ بناتا ہے نہ کسی کو وصی ٹھیراتا ہے۔ بلکہ امر دین کو یوں ہی ایک مہمل اور عبث کام جان کر اپنے پیچھے ناتمام اور بے انتظام چھوڑ جاتا ہے۔ دین کے ایسے دل سوز صاحبان کو چاہیئے کہ اس آخری خطبہ کے مضمون کو بنظر انصاف ملاحظہ کریں کہ رسول مقبول خدا نے دین اور ضروریات دین کی تکمیل و تعمیل کیلئے کسقدر ہر وقت اہتمام فرمایا کہ اپنے عین حیات میں ہی کوئی ایک خلیفہ یا نائب خاص نامزد کرنیکے بجائے خدا کی ایک برگزیدہ جماعت مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کو جن سے بڑھکر اسلام اور نبیؐ اسلام کا کوئی غمخوار و جاں نثار نہیں ہوا۔ یہ ضروری امانت سپرد فرمادی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ۔

۳- شیعہ بڑے فخر و مباہات کے ساتھ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ابتدائے بعثت کے دن سے لیکر یوم وفات تک ہر ایک ضروری موقعہ و محل پر جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی خلافت کا اعلان فرمایا۔ عرش سے لیکر فرش تک اور ملائکہ مقربین سے لیکر سب موجودات و مخلوقات ارضی و سماوی شیطان و جن و پشہ و پرند و چرند و حشرات الارض تک نے تمام جہان کو معلوم ہے کہ نبیؐ عرب کا جانشین برحق اور خلیفہ علیؓ ہے۔ اور علیؓ کے سوا جو دعویٰ کرے وہ دروغگو ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن تعجب ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی آخری خطبہ میں کسی وصی مقرر و نامزد کا ذکر ہی نہیں کرتے۔ بلکہ فرماتے ہیں تو یوں کہ میرے بعد جو بھی خلیفہ ہو اس کو لازم ہے کہ ہماری ان وصایا پر عمل کرے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب علی علیہ السلام کی خلافت بلافصل کا کبھی اعلان نہیں فرمایا ورنہ آخری وصیت میں اس طرح پر نہ فرماتے۔ اگر بفرض محال آپکو سہو ہو گیا تھا جیسکے عام شیعہ قائل ہی نہیں تو آپکے سامعین مہاجرین وانصار وغیرہ میں سے ہی کوئی نہ کوئی یاد دلا سکتا تھا کہ حضورؐ نے ہمارا خلیفہ پہلے ہی نامزد فرمایا ہوا ہے۔ پھر کسی اور کے خلیفہ بنانیکی کیا ضرورت ہے۔ لیکن حضورؐ کا ارشاد اور سامعین کی خاموشی سردست یہ دو تو کافی ثبوت ہیں۔ عدم نص خلافت بحق جناب امیر المومنین علیہ السلام کیلئے۔ فھو المراد۔

شیعوں پر افسوس ہزار افسوس ہے۔ کہ ابھی بارہ تیرہ سو برس کے عرصۂ مدید میں انہوں نے اس ادعائے نص خلافت علی پر کسقدر شور مچایا ہے۔ اور امت محمدیہ میں کیسا افتراق و انشقاق کے موجب ہو کر کسقدر قیمتی اوقات عمر عزیز اپنا اور دوسروں کا ضائع کیا کرایا ہے کاش وہ اب بھی غور کریں اور اپنی پشتینی غلطی کا اعتراف کر کے جلد سے جلد تلافی مافات کریں جسکی بہترین ترکیب یہی ہے کہ سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہو کر تبلیغ اسلام میں بجان و دل مصروف ہو جائیں۔ عجیب نہیں کہ اس خدمت کے صلہ میں مولا کریم انکی گذشتہ ناقابل عفو قصور و تقصیرات سے درگذر فرمادے۔ ورنہ سامنے آئیں اور مرد میدان بنکر ہمارے اعتراضات کا جواب باصواب دیں یا اپنے مسلم اماموں اور مسلم علمائے عظام اور انکی مسلم تصانیف کی واجب العمل اور معتبر احادیث وروایات ائمہ کرام اہل بیت علیہم السلام کی کوئی اور تسلی بخش تاویل کریں اور اپنا پیچھا چھڑا لیں۔

اس جگہ پر یاد رہے کہ عدم نص خلافت والا فقرہ صرف اس خطبے میں ہی نہیں ہے بلکہ تسیح مفید والی روایات محولہ بالا میں بھی وارد ہے۔ دیکھو فقرہ نمبر ۲ کی اصل عبارت "پس کسے کہ والی امر شود درمیان مسلمانان" اور اصل عربی روایت نمبر ا محولہ باقر مجلسی از کلینی میں یہ خاص فقرہ یوں ہے قالؐ اذکر اللّٰہ الوالی من بعدی علی اُمّتی۔ اصول الکافی مطبوعہ نولکشور مطبوعہ ۱۳۰۲ھ صفحہ ۲۵۷ اسی طرح ملا باقر مجلسی کی دوسری کتاب جلاء العیون فارسی کے اردو ترجمہ مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۱۵ھ میں اس فقرہ کا ترجمہ یوں مرقوم ہے "خدا کو میں یاد دلاتا ہوں اسے جو بعد میرے میری امت پر سردار ہو" الخ باب ا فصل ۴ صفحہ ۶۶ (۴۷) باقی وصایائے آنحضرت صلعم کو اگر سرسری نظر سے بھی دیکھ لو تو معلوم ہو سکتا ہے کہ کسقدر شاندار اور اہم ہیں اور پھر جناب علی علیہ السلام کی حسب روایات شیعہ روز افزوں خود ساختہ معذوریوں مجبوریوں اور کمزوریوں کو ایک طرف سامنے رکھو اور دوسری طرف جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات میں دیکھو کہ باوجود غیر معصوم اور عدم ادعائے علم ما کان وما یکون کیسی کیسی اشد مشکلات گوناگوں شدائد روز افزوں مثلاً فتنہ ارتداد عرب و مانعین زکوٰۃ و سرکوبی مسیلمہ کذاب وغیرہ مدعیان نبوت باطلہ وغیرہ وغیرہ جو درحقیقت واقعات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ اوّل سے آخر تک چٹان کی طرح بتوکّل علی اللہ اپنے عزم و استقلال پر قائم رہ کر تائیدات ربّانی سے ہر میدان میں کامیاب رہے ہیں۔ پھر ان تمام وصایا میں سے شاید ہی کوئی ایسی وصیّت ہو۔ جس کی جناب علی علیہ السلام نے اپنی شش سالہ خلافت میں تعمیل و تکمیل کی ہو بلکہ وہ تو کچھ ایسے حالات و معاملات میں منہمک رہے ہیں۔ جو ان وصایا کی شان اور ان کے مفہوم سے بہت دور اور جدا گانہ ہی ہیں لیکن ابوبکر صدیق رضؓ نے صرف ڈھائی سال کی خلافت کے قلیل عرصہ میں ان جملہ عظیم بالشان وصایا کو جو واقعی اور براہِ راست ایک خلیفہ یا نائب بلافصل رسولِ مقبولؐ کے فرائض کے متعلق ہیں کمال مردانگی سے بوجہِ احسن تکمیل کی و اللہ یختص برحمتہٖ من یشاء۔ یہ میرے منہ کی باتیں نہیں ہیں بلکہ خدائے پاک کا کلام ناطق اور آنکے رسول صلعم کی حدیث شاہد تاریخ اسلام گواہ ہے۔ شیعوں نے بہت حق پوشی کر لی ہے لیکن اب مسیح موعودؑ ہمارے مسعودؑ کا دور ہے جس میں حق و باطل مثل سابق مخلوط نہیں رہ سکتے۔ بلکہ خدا کے فضل و کرم سے کھوٹا کھرا الگ الگ کر کے رکھ دیا گیا۔ اور ہر وقت رکھ دیا جاتا ہے اور انشاء اللہ جھوٹوں کو انکے آخر تک پہنچایا جاویگا۔ طوالت کے خوف سے میں زیادہ لکھنا سر دست مناسب نہیں جانتا۔ بلکہ خود ناظرین ان ہر دو خطبوں اور وصایائے پیمبر کے فقرات پر غور فرمائیں۔ خصوصاً جن کے اوپر میں نے خط کھینچ دئیے یا جلی لکھے ہیں۔ اور پھر شیعہ و سنی متنازعہ مسائل کا حل خود ان میں سے تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ سر دست میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ جہاں تک عنوانِ مضمون کا تعلق ہے میں ہر دو خطبات کے انتخاب اور ان کے نہایت مفید استدلال میں کامیاب ہو گیا یعنی پہلے خطبہ سے کافی طور پر ثابت ہو گیا کہ فاتحان عرب و عجم خدا اور رسول مقبولؐ کی بشارات کے وارث ہونے کے باعث واقعی مومنون سابقون میں سے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ جنّت کے بادشاہ بھی ہیں۔ اور دو تو جہان کے بادشاہ کے سچّے جان نثاروں اور مخلص تابعداروں کو دونو جہان کی بادشاہی میں حصّہ لینا کوئی تعجّب انگیز بھی نہیں۔ اسی واسطے عام سلاطین عالم سے ان کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ اور دوسرے خطبہ سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلعم نے آخر دم تک کسی اپنے بیگانے کو خلافت بلا فصل سے نامزد نہیں فرمایا تھا۔ کیونکہ خلافت محمدیہؐ کے لئے خلیفہ بنانا خود خداوند کریم نے اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ اور خصوصاً جناب علی علیہ السلام کو ہرگز خلیفہ نہیں بنایا تھا ورنہ یوں نہ فرماتے کہ میرے بعد جو بھی مسلمانوں پر حاکم ہو وہ ایسا ایسا کرے۔ اور شیعہ دین میں سب سے اہم متنازعہ فیہ یہی دو مسائل ہیں یعنی ایک تو اثبات ایمان صحابہؓ ثلاثہ دوم نص رسول صلعم خاص در بارہ جناب علی علیہ السلام یا برعکس اسکے اور ان ہر دو مسائل مشکلہ کا حل اس سے زیادہ حسبِ دلخواہ اور تسلّی بخش کیا ہوگا کہ خود آنحضرت صلعم کی دو مختلف الاوقات کی تعلیم و ہدایت سے استدلال کیا گیا ہے گویا دو کر لفظوں میں بفضلہٖ ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلعم اوّل سے آخر تک اہل سنّت و الجماعت کے ہم عقیدہ تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# معارف القرآن

## حضرت ایوبؑ کی کہانی
## سیدنا محمود کی زبانی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے درس قرآن کریم میں آیات قرآنی کا جس طرح سے حل ہوتا ہے۔ اور جس طرح معارف و نکات قرآن کھولے جاتے ہیں۔ اس سے وہی لوگ حظ اٹھا سکتے ہیں۔ جو درس میں شامل ہوتے ہیں۔ سچ ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون۔ اس اثناء میں حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ جس خوبی سے حل کیا گیا۔ وہ یقیناً قرآن کے عاشقوں کے لئے ایک بیش قیمت موتی ہے۔ لہٰذا میں اپنے دُور افتادہ بھائیوں کی ضیافت طبع کے لئے اپنی استعداد کے مطابق اپنے الفاظ میں مختصراً اُس جزو کا درس درج ذیل کرتا ہوں۔

سورہ ص ع۴ کی آیات واذکر عبدنا ایوب۔ اذ نادی ربہ انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب ہ ارکض برجلک ۔ ھذا مغتسل بارد وشراب ہ ووھبنا لہ اھلہ ومثلھم معھم رحمۃ منا وذکری لاولی الالباب ہ وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث ۔ انا وجدناہ صابرا ۔ نعم العبد ۔ انہ اواب۔ کا یوں حل فرمایا۔

اس سورہ میں اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے۔ کہ دنیوی ترقی کے ذریعے تلوار اور حکومت ہی نہیں۔ اس لئے اے منکران محمد صلعم! تم اس کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اس کی ترقی کو محال مت سمجھو کیونکہ اصل ترقی دعا ہی سے ہو سکتی ہے۔ انسان کے پاس کتنی بھی سلطنت ہو۔ پھر بھی وہ خدا سے دعا کے بغیر محفوظ رہ کر ترقی نہیں کر سکتا۔ اور اس کے لئے حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی مثالیں پیش کی ہیں۔ کہ دیکھو ان کے پاس کتنی حکومت تھی۔ مگر پھر بھی جب اعداء نے ان کو تنگ کیا۔ تو ان کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف ہی جھکنا پڑا۔ پس ترقی کا واحد ذریعہ دعا ہی ہے۔ اسی بات کے لئے اب حضرت ایوب علیہ السلام کو پیش کرتا ہے، کہ ان کے اقبال اور ترقی کا ذریعہ بھی صرف دعا ہی تھی۔

حضرت ایوبؑ کو کبھی حکومت نہیں ملی۔ آپکو صبر کی تلوار ہی ملی تھی۔ آپ بنی اسرائیل میں سے نہ تھے۔ مگر چونکہ بنی اسرائیل نے انکو نہ مانا لہذا انہوں نے ان کی کتاب کو بائیبل میں شامل کر کے انکو بنی اسرائیل بنانا چاہا ہے۔

بعض نے آپکا زمانہ ابراہیمؑ کا بتایا ہے اور بعض نے موسیٰؑ کا۔ آپ ایک جانور رکھنے والے زمیندار تھے بائیبل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہتی ہے۔ کہ آپکی آزمائش کے لئے شیطان مسلط کیا گیا۔ اس نے آپکے سب جانور، اولاد، اموال، اقارب، وغیرہ ہلاک کر دیئے۔ مگر آپ صابر رہے۔ پھر اس نے آپ بھی طرح طرح کی امراض وارد کیں۔ اس نے سوائے موت کے کوئی حیلہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر آپ بہرحال صبر پر قائم رہے۔ اور کسی قسم کی ناشکری کے آثار کا اظہار نہ کیا۔ پھر خدا نے سب کچھ واپس دیدیا۔ مسلمانوں کا بھی خیال ہے۔ کہ آپ کو کوہڑ (جذام) کا مرض ہو گیا لیکن انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض ایسے امراض کے منافی ہے۔ اور میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سُنا ہے۔ کہ نبی کو کوئی ایسا مرض نہیں ہوتا جس سے لوگ گھن کرتے ہوں۔

میرے نزدیک یہ آیات بہت مشکل ہیں۔ ان کو سمجھنے کے لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ الہام میں مجاز، استعارات اور تعبیرات بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں فرمایا وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ۔ کہ جب آسمان کی کھال اُتاری جائیگی۔ اسی طرح اور بھی بکثرت مجاز استعمال ہُوا ہے۔

الہام کے تین حصے ہوتے ہیں۔ (۱) ماضی کے متعلق اس میں مجاز ہو سکتا ہے تعبیر نہیں۔ اور مجاز وہ ہے۔ جو انسانوں میں بھی کئی دفعہ روزانہ استعمال ہوتا ہے۔ اور تعبیر خاص الٰہی زبان ہوتی ہے۔ (۲) احکام شرعیہ۔ ان میں بھی مجاز استعمال ہو سکتا ہے جیسے روزہ کے بیان میں خیط ابیض اور خیط اسود استعمال ہوئے ہیں۔ (۳) آئندہ کے واقعات۔ اس حصہ میں سوائے احکام شرعیہ کے تعبیر بھی ہوا کرتی ہے جیسے حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے۔ انّی مع الرسول اقوم۔ افطر و اصوم۔

(۱) اب ان آیات میں الفاظ ارکض برجلك ھذا مغتسلٌ باردٌ وشراب "خذ بیدك الخ" استقبال کے متعلق ہیں۔ لہٰذا ان میں تعبیر بھی جائز ہے۔

(۲) میرے نزدیک "خذ بیدك" عطف ہے "ارکض برجلك" پر "ووھبنا" پر عطف نہیں ہو سکتا۔ اور مناسبت اسی میں ہے۔ کہ اس میں عطف ارکض پر ہی ہو۔ یعنی ہم نے اس کو کہا۔ ارکض برجلك ھذا مغتسلٌ باردٌ وشرابٌ وخذ بیدك ضغثًا ولا تحنث۔

(۳) قاعدہ ہے۔ کہ جواب سے سوال سمجھ آسکتا ہے۔ حضرت ایوبؑ نے عرض کیا تھا۔ انّی مسّنی الشیطان الخ۔ تو اب جو جواب دیا گیا ہے (یعنی ارکض برجلك) وہ ایسا ہی ہونا چاہیئے جس میں ایسا گر بتایا گیا ہو۔ جس سے نصب اور عذاب دُور ہو جائے۔

(۴) نتیجہ سے عمل کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اب ہم نتیجہ یعنی ووھبنا لہٗ ہم نے اس کو جماعت دی اور کامیاب کیا، سے بھی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہ کیا حکم تھا جس پر عمل کرتے کا یہ نتیجہ نکلا۔

اس کے بعد یاد رہے۔ کہ ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کے مقابل پر شیطانی لوگ برسرِ پرخاش رہے ہیں اور ان کو دُکھ اور مصیبت دینے کے درپے رہتے ہیں۔ پس ایوب نبی کو بھی شیطانی جماعت سے دُکھ پہنچا۔ انہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی خدا کے حضور فریاد کی۔ جواب ملا۔ ارکض برجلک کہ تم ہر طرح سے پوری کوشش کرو۔ اور گھبراؤ مت۔ عربی زبان میں ارکض برجلک کے معنی ہوتے ہیں۔ پورے زور سے کوشش کی۔ تو ان سے کہا۔ کہ تم کوشش کئے جاؤ۔ ھذا مغتسل بارد و شراب۔ یہ قریب ہی تمہاری کامیابی اور دشمن سے بچنے کا زمانہ موجود ہے۔ تعبیر کی کتب میں لکھا ہے۔ شرب الماء سلامۃ من العدو۔ والاغتسال بالماء البارد الخروج من الحبس۔ پانی پینا دشمن سے سلامتی اور ٹھنڈے پانی سے نہانا قید سے نکلنے پر دلالت کرتا ہے۔ آگے پھر کوشش کا مورد اور کامیابی کا بہترین ذریعہ بتایا۔ خذ بیدک ضغثا۔ کہ تو کمزور اور غریب مگر نوجوان لوگوں کو تبلیغ کر۔ اور ان کو اپنے قابو میں لا۔ کیونکہ ضغث قلیل اور ادنیٰ اور تھوڑی چیز کو کہتے ہیں جیسے قرآن کریم میں بھی آتا ہے اضغاث احلام۔ کہ یہ ردی خوابیں ہیں۔ اور اردو میں بھی کہتے ہیں۔ فلاں تو گھاس پھوس ہے یعنی کچھ نہیں ہے۔ تو گویا انکو تبلیغ کا گر بتایا۔ کہ پہلے ادنی اقوام کے نوجوانوں کو انتخاب کرو۔ فاضرب بہ پھر انکے ذریعہ سے دیگر اقوام میں سلسلہ جاری کرو۔ اس طرح تم کامیاب ہو سکتے ہو۔ ولا تحنث۔ باقی ان بڑے بڑے لوگوں کے پیچھے پڑ کر اپنے آپکو مت کھپا۔ کیونکہ بڑے بڑے لوگ تکبر کی وجہ سے مانا نہیں کرتے پھر اس گر کا نتیجہ کیا ہوا۔ فرمایا۔ ووھبنا لہ اھلہ ومثلھم معھم رحمۃ منا۔ کہ پھر اسکا خاندان اور دوسرے لوگ بھی آپ پر ایمان لے آئے۔ اور آپ اپنے اعداء پر غالب آگئے۔ اور وہ مغلوب ہو گئے۔

بہر حال حضرت ایوب علیہ السلام نے بھی مصائب اور مشکلات میں خدا تعالیٰ ہی کی طرف توجہ کی۔ اور نجات پائی۔ پس اے رسول! تو بھی اپنے کام میں لگا رہ۔ اور خدا کی طرف جھک۔ کامیاب ہو جائیگا۔ اور اے دشمنو! تم محمد رسول اللہ صلعم کی موجودہ حالت سے دھوکہ مت کھاؤ۔ کہ اس کے پاس حکومت نہیں۔ کامیاب اور غالب بننے کے لئے دعا ہی احد ذریعہ ہے

# شذرات

رسالہ مسلم ورلڈ بابت ماہ اپریل میں مسٹر پرڈن پولوس کے متعلق لکھتے ہیں "کہ یہودی کے سامنے وہ یہودی تھا اور یونانی کے سامنے یونانی۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانے کی عیسائیت میں حضرت مسیحؑ کی خالص تعلیم کی بجائے پولوس کے عقائد ہی نظر آتے ہیں۔ ہم اپنے عیسائی برادران کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ پولوس کو ترک کر کے مسیح کے اصل مذہب پر کان دھریں جو کہ سوائے اسلام کے اور کچھ نہیں ہے۔"

رسالہ مسلم ورلڈ کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ "ٹیونس میں مسلمان بچوں کو اپنے مذہب کی اور اسلام اور عیسائیت کے نسبتی فضائل کی اس خوبی سے تعلیم دی جاتی ہے کہ متوسط درجہ کے لوگوں میں سے بالفرض چودہ سال کی عمر کے بارہ لڑکے چن لئے جاویں تو وہ بھی تثلیث، صلیب۔ گناہ اور صداقت بائیبل وغیرہ مسائل پر اس خوبی سے بحث کر سکیں گے کہ انکے ہم عمر امریکن یا برطانوی لڑکے دنگ رہ جاویں۔" (مسلمان اپنے بچوں کی طرف توجہ کریں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پادری ڈبلیو۔ جے۔ کیش رسالہ ایسٹ اینڈ ویسٹ میں مصر کی مذہبی زندگی کے متعلق لکھتا ہوا بیان کرتا ہے۔ کہ ۳۰۰ تا ۱۰۰۰ کاپٹ لوگ سالانہ مسلمان ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ "ایک طرف تو طاقتور مذہب اسلام ہے جس کی تعلیم سوائے عیسائیت سے نفرت کے اور کچھ نہیں ہے اور دوسری طرف قدیم تاریخی مذہب عیسائیت ہے جو کہ اسوقت اپنی روحانی طاقت کی کمی کی وجہ سے معرضِ زوال میں ہے اور جسقدر مسلمان سالانہ عیسائیت کو قبول کرتے ہیں ان سے زیادہ عیسائی ایکسال میں مسلمان ہو جاتے ہیں" مصر اور افریقہ کی شمالی ریاستوں میں پچاس ہزار کام کرنیوالوں کی موجودگی اور پھر ایسی کارگذاری کی صورت میں یہ بات قابل غور ہے کہ آیا اب مسیحی مشنریوں کو ان ملکوں میں رکھا جاوے یا نہ؟

---

ماہ اپریل کے رسالہ مسلم ورلڈ میں ایک صاحب این۔ سی۔ ٹاملنس لکھتے ہیں۔ کہ "۱۹۱۲ء میں ایک یوروپین نے مسلمان ہو کر عیسائیت کے خلاف کام شروع کیا۔ اور جنوبی افریقہ میں دیسی اور یوروپین اور ہندوستانی لوگوں میں تبلیغ کرنے کے لئے "ساؤتھ افریقن اسلامک مشن قائم کیا اسی طرح ناٹال اور ٹرانسوال میں بھی ایک مشن کی بنیاد رکھی چنانچہ مسلمانوں کو اس کارروائی کی اطلاع عیسائی مشنریوں اور پادریوں کے لئے سخت ناگہانی صدمہ کا باعث ہوئی۔ غور کرو خدا کے فرشتے کس طرح اسلام کی مدد کر رہے ہیں۔

---

رسالہ فارین فیلڈ میں پادری ڈبلیو۔ جی۔ بلیٹ اسلام کی بڑھتی ہوئی رو کے مقابلہ میں مغربی افریقہ عیسائی مشنوں کی ناقابل اطمینان حالت کا دبی زبان سے اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔ کہ "آزاد شدہ غلام جنہوں نے فری ٹون میں آباد ہو کر عیسائیت قبول کر لی تھی ان کی اولاد اب نہایت سرعت کے ساتھ اسلام کو قبول کرتی جاتی ہے۔

---

مسٹر اے جیفرے کتاب "ریلیجن اینڈ ایمپائر" پر ریویو کرتے ہوئے رسالہ مسلم ورلڈ میں لکھتے ہیں:۔ کہ "اکثر حامیان اسلام کو معجزات کے مسئلہ میں آکر بہت پریشان ہونا پڑا ہے کیونکہ خود محمد (صلعم) نے بھی کوئی معجزہ دکھا سکنے سے بالکل انکار کر دیا ہے" غالباً مسٹر جیفرے نے اس مضمون پر نہ ہی کوئی اسلامی کتاب مطالعہ کی ہے اور نہ ہی انہیں کسی اسلامی مبلّغ سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے مگر صرف ضمناً ہم پوچھتے ہیں کہ یسوع کے معجزہ دکھلانے سے قطعی انکار کرنے کے متعلق ان کی کیا رائے ہے؟ غالباً یسوع مسیح کا سب سے بڑا معجزہ بھی یہی تھا جس کا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ "میں نے اپنے دشمنوں کے ہاتھوں صلیب پر مرنے کا انتظام کر لیا" آخر ان کی معجزہ سے مراد کیا ہے؟ کیا صرف شعبدہ بازی؟

---

"ہندوستان میں عیسائی قوم کی مجموعی تعداد میں سے نوّے (۹۰) فیصدی لوگ نیچ ذاتوں اور برادری میں سے خارج شدہ لوگوں میں سے آئے ہوئے ہیں بقیہ ۱/۱۰ میں سے ۹/۱۰ حصہ معزز شودروں میں سے ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باقی ۵۰ پچاس میں اکثر مسلمانوں میں سے ہیں اور ان میں سے بھی اکثر دراصل ہندو قوم میں سے تھے لیکن بعد میں اسلام میں سے ہوتے ہوئے عیسائیوں میں شامل ہوگئے ہندوستان کی تمام عیسائی قوم میں اغلباً ہزار میں سے زیادہ سے زیادہ ایک ایسا شخص ہوگا جو برہمن ذات میں سے ہو"

ایریک آف دی مشنس ان انڈیا ۱۹۱۲ء

---

وزیر اعظم ریمزے میکڈانلڈ اپنی کتاب "گورنمنٹ آف انڈیا" میں لکھتے ہیں کہ ہندوستان کی چالیس کروڑ آبادی میں سے قریباً چالیس لاکھ عیسائی ہیں۔ اور وہ اکثر برادری میں سے خارج شدہ لوگوں اور نیچ ذاتوں میں سے آئے ہوئے ہیں۔ ترقی کی رفتار بھی بہت سست ہے اور ان چالیس لاکھ میں سے بھی اکثر کی حالت تسلی بخش نہیں ہے۔ اور اگرچہ تہذیب و تمدّن کے لحاظ سے بھی وہ بہت پیچھے ہیں لیکن پھر بھی انکو بپتسمہ دید یا گیا ہے۔ نیز انہوں نے فرداً فرداً ہرگز عیسائیت کو قبول نہیں کیا بلکہ مالی تحریکات اکثروں کے اس مذہب کو قبول کرنے کا باعث ہوئے ہیں۔ مشنوں کے بنا کردہ بڑے بڑے کالجوں سے تاحال بہت ہی کم نفع حاصل ہوا ہے۔ اور ایسے نتائج پر کوئی مشنری بھی خوش نہیں ہے۔ بلکہ اب تو مختلف کالجوں کو بند کر دینے کی تحریک بھی ہو رہی ہے ..... اس کا فسانہ ان نیک نیت خیر خواہوں کی ناکامیوں کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگا۔ جنہوں نے دُور دراز ممالک سے ہندوستان کے لئے بہتری بہبودی لانے کی کوشش کی۔

---

ایک شخص کو جب ڈاکٹر نے بتلایا کہ اب اس کا آخری وقت قریب آن پہنچا ہے تو اس نے دو کیتھالک پادریوں کو بلوا بھیجا۔ جو اس شخص کے ترکہ میں سے حصّہ لینے کے خیال سے بسُرعت تمام وہاں پہنچے۔ اس شخص نے ان سے درخواست کی کہ وہ اس کے بستر مرگ کے دائیں بائیں کھڑے ہو جاویں۔ جب انہوں نے پوچھا کہ آیا وہ ان کے سامنے گناہوں کا اعتراف کرکے آخری دُعا لینا چاہتا ہے؟ تو اس نے انکار کر دیا۔ وہ پوچھنے لگے "تو پھر آخر ہم کو اور کس غرض کے لئے بلوایا گیا ہے"؟ جس پر مرنے والے نے جواب دیا کہ "میں بھی یسوع مسیح کی طرح دو چوروں کے درمیان مرنا چاہتا ہوں"۔

---

**ممیرے کا سرمہ** | مکرمی احمد وجودی مالک خواجہ پریس بٹالہ نے مجھے سرمہ ممیرا سفید و سیاہ دیا بعض لوگوں پر آزمانے کے لئے۔ یہ سرمہ پروفیسر میا سنگھ والا پرانا مشہور ہے اور جب سے میں نے ہوش سنبھالا اس کا اشتہار دیکھتا ہوں۔ قیمت ۳ ماشہ ۱۲ر

**اُستانی** | یہ ماہوار رسالہ عورتوں اور بچوں کے لئے بٹالہ سے نکلتا ہے قیمت سالانہ ۱؎ ہے

**پنجابی خیالات** | اس رسالہ میں (جو بٹالہ سے وجودی صاحب نکالتے ہیں) یہ خوبی ہے کہ احمدیوں کے خیالات بھی اصلی الفاظ میں ... قیمت سالانہ ۱۸ر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

# تمہید

# آریہ سماجی اور گاندھی جی

(ستیارتھ پرکاش میں اسلام کے متعلق غلط بیانی)

"گاندھی جی نے جب سے ہندو مسلم اتحاد میں رخنہ انداز آریہ سماج کو بتایا ہے اور انکی بائیبل ستیارتھ پرکاش کی نسبت رائے زنی کی ہے آریوں میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ یہاں تک کے آل انڈیا آریہ لیگ (سارودیشک آریہ پرتی ندی سبھا) نے اپنے خاص جلسہ منعقدہ مسوری میں جو اعلان پاس کیا ہے اس میں یہ الفاظ ہیں:-

"سبھا یہ بات معرض تحریر میں لانا چاہتی ہے کہ مہاتما گاندھی کے رشی دیانند کے متعلق ان ریمارکس نے بجا طور پر عالمگیر ناراضگی پیدا کر دی ہے کہ "انہوں نے سچائی کے لئے کھڑا ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور اس ہم کیلئے نہیں لیکن انہوں نے نادانستہ طور پر جین دھرم اسلام اور عیسائیت اور خود ہندو دھرم کو غلط صورت میں پیش کیا ہے" جس شخص کو ان مذاہب کے متعلق سرسری واقفیت بھی ہے وہ بھی ان غلطیوں کو آسانی سے ڈھونڈ سکتے ہیں جن کا انکشاف اس مہاں سدھارک نے کیا تھا یہ الفاظ رشی کی کسر شان کا موجب اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے ویدک ودوان پر غیر ضروری حملہ ہے جنکی گہری فضیلت اعلیٰ تعلیم وسیع مطالعہ بھاری بدھی مانا مسلم ہیں۔"

[ہم مسلمان ہیں ستیارتھ پرکاش میں جو کچھ اسلام کی نسبت لکھا گیا ہے ہمارے نزدیک وہ سب کی سب نکتہ چینی بحث لغو اور بیہودہ اور مہاں سدھارک کے لئے موجب شرم ہے۔ اور جو ایک نظر بھی چودھویں سمولاس کو دیکھ لے اسپر یہ بات منکشف ہو جاتی ہے کہ آریہ سماج کے اس مہاں سدھارک نے اکثر جگہ دانستہ طور پر اسلام کو غلط صورت میں پیش کیا ہے اور کئی ایک باتیں اسکی تنگ نظری کمی مطالعہ اور کم عقلی پر مبنی ہیں۔ میں اپنے قول کی تصدیق میں چند مثالیں پیش کرتا ہوں کوئی آریہ سماجی ہے جو بتا سکے کہ اس میں اسلام کو غلط صورت میں پیش نہیں کیا گیا اور کیا گاندھی جی نے جو کچھ کہا ہے وہ درست نہیں؟ ایڈیٹر]

## (۱)

دیانند جی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں اعتراض ۱۳۸ لکھتے ہیں:-

"واہ اے غدر مچانے والے خدا اور نبی تم جیسے تو بے رحم دنیا میں بہت تھوڑے ہونگے جو یہ لکھا ہے کہ غیر لوگ جہاں ملیں انکو پکڑو اور مارو ویسا ہی اگر مسلمانوں سے غیر مذاہب والے برتاؤ کریں تو ان کو یہ بات بری لگے گی یا نہیں۔"

دیانند جی کا یہ اعتراض اس آیت پر ہے لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بھم ثم لا یجاورونک فیھا الا قلیلاً ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلاً اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اگر باز نہ آئے ایسی شرارتوں سے وہ لوگ جو اندر سے کچھ اور باہر سے کچھ دو رنگے ہیں اور جن کے دلوں میں مرض ہے اور شہر میں بری بری افواہیں اڑاتے رہتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(مفسد) ہم تمہیں اے نبی ان پر ڈٹنے کیلئے مستعد کرینگے پھر وہ شہر میں تمہارے قریب کم ہی ٹھیر سکینگے دھتکاری جائینگے جہاں کہیں بھی پاؤ گئے گرفتار کیئے جائینگے اور خوب قتل کیئے جائینگے۔" شروع رکوع دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان شریروں اور مفسدوں کا ذکر ہے جو خدا کے نبی اور اس کے ساتھیوں مردوں و عورتوں کو ایذا بغیر ان سے کسی قسم کے قصور کے دیتے رہتے تھے چنانچہ آیت میں صاف ذکر ہے والذین یوذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا۔ (جو ایذا دیتے ہیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر اسکے کہ انہوں نے کوئی بُرا کام کیا ہو) یعنی وہ ایسے بد باطن شریر تھے۔ کہ راہ چلتی عورتوں کو بھی دق کرتے تھے۔ پھر ان کا کام یہ لکھا ہے کہ وہ دو رنگے تھے یعنی اپنے آپ کو کسی خاص مذہب میں شامل نہیں بتاتے تھے بلکہ حسب موقعہ کارروائی کرتے کبھی کہہ دیتے ہم مسلمان ہیں۔ کبھی دوسرے مذہب میں ہونا ظاہر کرتے اور صاف ظاہر ہے کہ ایسے لوگ سوسائٹی کے لئے بہت خطرناک ہوتے ہیں جو اپنی پوزیشن واضح نہ کریں۔ دوستی کے لباس میں دشمنی کریں۔ دشمن اور مخالف تو ایسا خطرناک نہیں کیونکہ اسکی پوزیشن ظاہر ہے لیکن جو بظاہر دوست اور ساتھی بنے اور بباطن تلوار چلائے۔ اور موقعہ پر غداری کر جائے خصوصاً ایسے زمانہ میں جب کہ دو قوموں میں جنگ ہو بہت ہی خطرناک ہوتا ہے پھر ان لوگوں کا پتہ اس وصف سے ہو دیا ہے کہ وہ بُری بُری افواہیں شہر میں اڑاتے اور فساد کرا دیتے ہیں۔ حال میں ہندو مسلمانوں میں جو لڑائیاں ہوئی ہیں ان کا بیشتر حصہ ہی ایسے ہی غنڈوں کے حرکات کا نتیجہ ہے جو ایک بازار یا گلی میں یہ افواہ اڑا دیتے کہ فلاں فلاں مذہب کی لڑکی کی بے حرمتی کی گئی یا فلاں جگہ فلاں مذہب کے لوگوں کو پیٹا گیا ان کی مدد کو پہنچو اور اسطرح عوام الناس کو جوش میں لا کر آپس میں لڑا دیتے ہیں۔ پس ان بد باطن بدمعاش بدقماش غنڈوں کو حکومت کی طرف سے نوٹس دیا گیا ہے کہ اگر تم اپنی شرارتوں سے باز نہیں آؤ گے تو تمہارے خلاف جنگ ہوگی۔

حقیقتِ حال تو یہ ہے مگر دیانند جی کس بے انصافی کے ساتھ لکھتے ہیں:۔ "یہ غدر مچانے والے خدا اور نبی تم سے بے رحم دنیا میں بہت تھوڑے ہونگے" اس سے بڑھ کر ایک مسلمان کو اشتعال دینے والا اور فقرہ کیا ہو سکتا ہے کہ اسکے خدا اور اسکے نبی کو غدر مچانے والا کہا جائے اور پھر لکھا جائے کہ "تم سے بے رحم دنیا میں بہت تھوڑے ہونگے" کیا شریروں اور غنڈوں کو (جو بُری بُری افواہیں اڑا کر امن عامہ کو خراب کرتے پھرتے ہیں) نوٹس دیا جائے کہ اگر تم نہیں رُکتے تو ہمیں تم سے جنگ کرنی پڑیگی غدر ہے؟ اور کیا یہ بے رحمی ہے۔ کوئی آریہ سماجی ہے جو میدان میں آئے۔ اور مجمع عام میں کہہ دے کہ ہاں۔ پھر دیانند جی کی بے انصافی بلکہ مجھے کہنا چاہیئے کہ بے دیانتی دیکھیئے کہ اسی آیت کے اول میں والمرجفون فی المدینۃ صاف لکھا ہے یعنی شہر میں بُری بُری افواہیں اڑانے والے اس میں کسی مذہب کا ذکر نہیں۔ کافر نہیں لکھا۔ دو رنگے لکھا ہے مگر آپ لکھتے ہیں جو یہ لکھا ہے کہ غیر لوگ جہاں ملیں ان کو پکڑو اور مارو" کیا یہ صریح بد دیانتی نہیں۔ کہ آیت میں تو المرجفون فی المدینۃ شہر میں بُری بُری افواہیں اڑانے والے۔ کہا ہے۔ اور آپ لکھتے ہیں غیر لوگ جہاں ملیں ان کو پکڑ لینے اور جان سے مار دینے کا حکم ہے۔ بجائیکہ خطاب صرف شریروں سے ہے جو امن عامہ میں خلل ڈالتے تھے۔ اور ان کا بھی صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوٹس دیا ہے کہ اگر وہ باز نہ آئے تو ان کے خلاف کارروائی کی جائیگی۔ اور ظاہر یہ کیا ہے کہ گویا قرآن مجید کا یہ حکم ہے کہ جہاں کوئی غیر مسلم ملجائے بس اسے پکڑو اور مار دو۔ میں پوچھتا ہوں کیا ویدک دھرم میں ایسے مجرموں سے ہمدردی کا حکم ہے ہم تو ستیارتھ پرکاش میں پڑھتے ہیں:۔

"جس دکھ دینے والے شخص کی ہم لوگ مخالفت کرتے ہیں یا جو دکھ دینے والا شخص ہم سے دشمنی کرتا ہے اسکو ہم شیر وغیرہ کے منہ میں ڈالدیں"

صرف نوٹس دینا تو جرم ہوگیا۔ اور شیر وغیرہ کے منہ میں ڈالنا جائز ہو۔ انصاف! ۔ حد درجے کی بے انصافی۔

اسی نمبر ۲۲ میں اخیر پر دیانندجی مہاراج لکھتے ہیں:۔

"واہ کیسے تکلیف دہ پیمبر ہیں کہ خدا سے دوسروں کو دُگنا دُکھ دینے کی دعا مانگتے ہیں ان سے انکی طرفداری مطلب برآری اور سخت ظلم کا ثبوت ملتا ہے اسی وجہ سے اب تک مسلمان لوگوں میں سے بہت سے بیوقوف لوگ ایسا ہی عمل کرنے سے نہیں ڈرتے یہ ٹھیک ہے کہ تعلیم کے بغیر انسان حیوان کے برابر رہتا ہے"

اصل آیت ملاحظہ ہو:۔ یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبرآءنا فاضلونا السبیلا ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرًا۔

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جس دن ان حق کا انکار کرنیوالے مجرموں کو اوندھے منہ آگ میں گرایا جائیگا وہ کہیں گے اے کاش ہم اللہ کی اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے۔ اور کہینگے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی۔ انہوں نے ہم کو بُرے رستے لگادیا۔ پس اس پاداش میں اے ہمارے رب ان کو دُگنا عذاب دے اور انکو اپنی جناب سے بہت دُور رکھ۔

صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان مجرموں کی حالت کا بیان ہے جو دوزخ میں پڑینگے اور حالت سزا میں ان لوگوں کو کوسینگے۔ جنہوں نے انہیں گمراہی میں ڈالا اور جن کی برانگیخت سے وہ شرارتیں کرتے رہے اب وہ جوں جوں سزا پائینگے تو ان برائی سکھانیوالوں کو کوسینگے اور کہیں گے الٰہی ان ہمارے سرداروں کو دُگنا عذاب دو۔ اور انہیں اپنی جناب سے دُور رکھیو۔

حقیقت حال تو یہ ہے اور دیانندجی مہاراج اسلام کے خلاف بے سوچے سمجھے قلم اٹھاتے اور باوجود نہ جاننے کے جاننے کا اور نہ سمجھنے کے سمجھنے کا دعویٰ کرتے ہوئے۔ لکھتے ہیں۔ کہ کیسے تکلیف دہ پیمبر ہیں جو خدا سے دوسروں کو دُگنا دُکھ دینے کی دعا مانگتے ہیں۔ دعا اور چیخ پکار تو کر رہے ہیں مجرمین سزا یافتہ۔ اور آپ نا سمجھی سے اسے پیمبروں کی طرف منسوب کرکے ان کے منہ آتے ہیں۔ اور ان کو طرفدار مطلب برار اور سخت ظالم کہتے ہیں۔ کیا آریہ سماج اپنے بانی کی اس بے انصافی پر شرمائیگا؟ اور اقرار نہ کریگا کہ گاندھی جی نے سچ لکھا ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں دوسرے مذاہب سے انصاف نہیں کیا گیا۔ ایک بیہودہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ تراجم کی بناء پر ایسا لکھا ہے ہم کہتے ہیں کسی مفسر کا یہ قول دکھادو کہ یہ قول مجرموں کا نہیں بلکہ پیمبر کا ہے۔ اگر نہ دکھا سکو اور انشاء اللہ نہیں دکھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکو گے تو مان لو۔ کہ بہت سے مسلمانوں کو بیوقوف کہنے والے خود بے وقوف ہیں اور انسان کو حیوان بنانے والے خود حیوان ہیں کہ سیدھی سادھی بات بھی نہیں سمجھتے۔

(۲)

دیانند جی اعتراض ۱۱۸ میں پہلے آیت کا ترجمہ دیتے ہیں۔ " نہیں تو مگر آدمی مانند ہمارے پس لے آ کچھ نشانی اگر ہے تو سچا۔ کہا یہ اونٹنی ہے واسطے اس کے پانی پینا ہے ایک بار" اس پر اعتراض ان الفاظ میں کیا ہے :-

" بھلا اس بات کو کوئی مان سکتا ہے کہ پتھر سے اونٹنی نکال دے لوگ بے علم تھے۔ کہ جنہوں نے اس بات کو مان لیا۔ اور اونٹنی کی نشانی دینا صرف بے علموں کا کام ہے نہ کہ خدا کا"

میں دیانند جی کے متبعین سے پوچھتا ہوں کہ ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کے ابتداء میں لکھا ہے :-

" یہ چودھواں باب مسلمانوں کے مذہب کی بابت لکھا ہے وہ صرف قرآن کے رُو سے لکھا گیا ہے کسی اور کتاب کے عقائد کے رُو سے نہیں کیونکہ مسلمان قرآن پر ہی پورا اعتقاد رکھتے ہیں"

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ پتھر سے اونٹنی نکالنا قرآن مجید میں کہاں لکھا ہے اور کونسا لفظ قرآنی ہے جس سے یہ اشارہ بھی نکل سکتا ہے کہ اونٹنی پتھر سے نکلی تھی۔ جب اس قسم کا کوئی لفظ نہیں تو یہ ریمارک کیونکر انصاف کے رُو سے درست ہو سکتا ہے۔ " بھلا اس بات کو کون مان سکتا ہے اور اونٹنی کی نشانی دینا بے علموں کا کام ہے"۔ اونٹنی تو معمولی سواری کی تھی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ نشان تھا کہ اگر تم اس اونٹنی کو روکو گے تو عذاب آئیگا کیونکہ تم خداوند زمین و آسمان کے فرستادہ کو تبلیغ امرِ حق سے روکتے ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ تو عین علم ہے بے علمی تو یہ ہے کہ ایسے نشانوں کی حقیقت نہ سمجھی جائے"

(۳)

دیانند جی اعتراض ۲۵ کرتے ہیں۔ پہلے آیت کا ترجمہ دیتے ہیں :-

ایسا نہ ہو کہ کافر لوگ حسد کر کے تم کو ایمان سے منحرف کر دیویں کیونکہ ان میں سے ایمان والوں کے بہت سے دوست ہیں۔ (پارہ اول سورۃ البقر آیت ۱۱۰)

اور اعتراض کرتے ہیں :-

" آپ دیکھئے خدا ہی ان کو یاد دلاتا ہے کہ تمہارے ایمان کو کافر لوگ نہ گرا دیویں کیا خدا ہمہ دان نہیں ہے۔ ایسی باتیں خدا کی نہیں ہو سکتیں"

لیکن کیا کوئی آریہ سماجی ہمیں قرآن مجید سے ایسی آیت نکال کر دکھا سکتا ہے جس کا یہ ترجمہ ہو یا ہو سکتا ہو یہ ایک کھلی کھلی اور صریح غلط بیانی ہے جس آیت کا حوالہ دیا ہے اس کے الفاظ ہیں ودّ کثیر من اھل الکتاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لو یردّونکم من بعد ایمانکم۔ چاہتے ہیں اہل کتاب کہ تمہیں ایمان سے پھیر دیں۔ اور اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے کہ "ایسا نہ ہو کہ کافر لوگ حسد کر کے تم کو ایمان سے منحرف کر دیں" اور پھر آپ ہی اس پر اعتراض جمایا ہے "کیا خدا ہمہ دان نہیں" یہاں ہمہ دانی کا سوال کونسا ہے۔ پرتاپ لکھتا ہے کہ تراجم میں اختلاف کے باعث فرق ہو سکتا ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ دنیا کی کسی ڈکشنری میں وَدّ کے معنی "ایسا نہ ہو" نہیں ہیں اور نہ کسی مترجم قرآن یا مفسر نے یہ معنی کیئے ہیں پھر اسی آیت کے ساتھ "کیونکہ ان میں سے ایمان والوں کے بہت سے دوست ہیں" ہرگز نہیں۔ لیکن دیانند جی لکھ رہے ہیں اور آریہ سماجی اب تک چھاپ رہے ہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ کتاب نہایت تحقیق و انصاف سے لکھی گئی ہے اور کوئی غلط بیانی اس میں نہیں۔

(۴)

اعتراض ۳۶ کے تحت میں آیت کا ترجمہ دیا ہے "اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ داخل ہو بیچ اسلام کے" اس پر اعتراض کیا ہے:۔

"اگر مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے تو وہ مسلمانوں ہی کا طرفدار ہے سب دنیا کا خدا نہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ قرآن خدا کا بنایا ہوا"

خیال فرمایئے یہ کس قدر احمقانہ اعتراض ہے خدا تو فرماتا ہے کہ سب لوگ سِلْم میں داخل ہو جاؤ اور کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے تو وہ مسلمانوں کا طرفدار ہوا۔ حالانکہ مسلمان تو کہلائے ہی اسلیئے کہ انہوں نے خدا کا بتلایا ہوا مذہب اختیار کیا۔ مسلمان خدا سے پہلے نہیں۔ کیا اگر کہا جائے کہ آریہ مذہب ویدک دھرم اختیار کرو تو یہ کہنا درست ہوگا کہ اگر آریوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے تو وہ آریوں کا طرفدار ٹھیرا۔ پس کیا یہ صریح غلط بیانی نہیں جو اسلام کی نسبت کی گئی ہے۔ اسلام تو فرمانبرداری کا نام ہے ایمان لانے والوں کو کہا گیا کہ سب فرمانبردار بن جاؤ جو خدا کا حکم ہو اسکو مان لو بس یہی اسلام ہے۔

(۵)

اعتراض ۴۰ میں آیت کا ترجمہ دیا ہے جو کچھ آسمان اور زمین پر ہے سب اسی کے لئے ہے اور اعتراض کیا ہے:۔

"جو آسمان زمین پر چیزیں ہیں وہ سب انسانوں کے واسطے خدا نے پیدا کی ہیں اپنے واسطے نہیں"

کسی آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ زمین و آسمان کی چیزوں کی خدا کو ضرورت ہے بلکہ الفاظ قرآنی یہ ہیں لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ "اسی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں" اب اس کے یہ معنی کرنا جو نہ کسی مترجم نے کیئے نہ مفسر نے کہ خدا کو ان چیزوں کی ضرورت ہے صریح غلط بیانی ہے اور آریہ سماج کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۶)

اعتراض ۱۲۴ میں آیت کا ترجمہ دیا ہے "پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم ان کو" اور پھر اعتراض کیا ہے کہ

"واہ صاحب واہ حکمت والی کتاب خوب ہے کہ جس میں بالکل علم سے خلاف آکاش کی پیدائش اور اس میں ستون لگانے اور زمین کو قائم رکھنے کے واسطے پہاڑ رکھنے کا ذکر ہے۔"

دیکھئے دیانند جی مہاراج کی غلط بیانی خود ہی ترجمہ کر رہے ہیں۔ "پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے" اور خود ہی اعتراض کرتے ہیں کہ خوب حکمت والی کتاب ہے کہ جس میں ستون لگانے کا ذکر ہے۔

آریہ سماج کے پاس اس غلط بیانی اس دن دھاڑے آنکھوں میں دھول ڈالنے کی ناکام کوشش کا کیا جواب ہے۔ اور گاندھی جی کے سامنے اپنی پوزیشن کیونکر درست ثابت کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے بالکل ٹھیک لکھا ہے کہ اسلام کے متعلق غلط بیانی کی ہے۔ اور جس شخص نے اس کا سرسری مطالعہ کیا ہے وہ ان غلطیوں کو معلوم کر سکتا ہے۔

(۷)

اعتراض ع۹ میں دیانند جی لکھتے ہیں۔ "اور واسطے ان کے بیویاں ہیں ستھری اور ہمیشہ ہے ان کا وہاں رہنا" اور اس پر اعتراض کیا ہے:۔

"جو چیزیں دنیا میں ہیں وہی مسلمانوں کی بہشت میں ہیں ×× مگر یہاں عورتیں ہمیشہ نہیں رہتیں اور وہاں بی بیاں ہمیشہ رہتی ہیں جب تک قیامت کی رات نہ آئیگی تب تک ان بیچاریوں کے دن کس طرح گذرتے ہونگے ہاں اگر خدا کی ان پر مہربانی ہوتی ہوگی ××× خدا کے گھر میں عورتوں کی قدر بہت ہے اور ان سے خدا کی محبت بھی مردوں کی نسبت زیادہ تر ہے۔ کیونکہ خدا نے بیبیوں کو بہشت میں ہمیشہ کے لئے رکھا ہے نہ کہ مردوں کو ×× خدا بھی عورتوں میں غلطان ہے"

اب اصل آیت دیکھئے یہ ہے "ولهم فيها ازواج مطهرة وهم فيها خالدون" اسکے متعلق دیانند جی نے جو لمبی چوڑی تنقید کی ہے وہ محض ایک غلط بیانی پر مبنی ہے۔ ھُم ضمیر جمع مذکر کا ہے اور مردوں کے لئے ہے اور اس کا ترجمہ اسکے بغیر کچھ ہو ہی نہیں سکتا نہ آج تک کسی مترجم و مفسر نے بغیر اسکے لکھا ہے کہ وہ مومن مرد اس میں رہینگے۔ لیکن دیانند جی لکھتے ہیں "وہ عورتیں اس میں ہمیشہ رہنگی" اور پھر اس پر ایک طول طویل بکواس ہے کہ "ان بیچاریوں کے دن کس طرح گذرتے ہونگے۔ (اسکی تردید میں پہلے ہی مطہرۃ فرما دیا) (۲) خدا کی ان پر مہربانی ہوتی ہوگی۔ (۳) خدا کے گھر میں عورتوں کی بہت قدر ہے (۴) ان سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کی محبت زیادہ تر ہے (۵) کیونکہ خدا نے بیبیوں کو بہشت میں ہمیشہ کے لئے رکھا ہے نہ کہ مردوں کو۔

ہم صرف دیانند جی مہاراج کی اسلام کے متعلق غلط بیانیاں گنوا رہے ہیں۔ اس لئے ہم اس قسم کی مذہبی بحث میں نہیں جاتے۔ کہ بہشت کی نعماء کی حقیقت کیا ہے۔ ان کے لئے "نہ آنکھوں نے دیکھا۔ نہ کانوں نے سُنا۔ نہ کسی بشر کے دل میں گذرا" آیا ہے۔ پس دنیا پر قیاس کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ دوم ازواج کے معنی ساتھی اور ہمراہی اور رفقاء بھی ہیں۔ سوم خالدون کے معنی تادیر رہنا ہے نہ کہ ابدالآباد تک۔ صرف آریہ سماج سے یہ پوچھتے ہیں کہ قرآن مجید میں تو ہے ھُمْ فیھا خالدون۔ اور ھُمْ ضمیر مذکر کے لئے ہوتی ہے۔ پھر اس کا یہ ترجمہ کرنا کہ وہ عورتیں اس میں ہمیشہ رہینگی اور ساتھ ہی یہ نتیجہ نکال لینا کہ مرد ہمیشہ نہ رہینگے۔ غلط بیانی نہیں تو اور کیا ہے۔

(۸)

اعتراض ۸۔ میں لکھتے ہیں :۔

"بھلا یہ کوئی بات ہے کہ اس کی مانند کوئی سورۃ نہ بنے۔ کیا اکبر بادشاہ کے زمانہ میں مولوی فیضی نے بے نقط قرآن نہیں بنا لیا تھا"

ہم پوچھتے ہیں کیا یہ صریح غلط بیانی نہیں ؟ کہ مولوی فیضی نے بے نقط قرآن بنایا تھا۔ اور کیا گاندھی جی نے سچ نہیں لکھا۔ کہ :۔

"سوامی جی نے صرف صداقت کی حمایت کا دعویٰ کیا ہے لیکن آپ نے نادانستہ طور پر جین دھرم اسلام عیسائیت اور ہندو دھرم کی بابت غلط بیانی کی ہے جس شخص نے ان مذاہب کا سرسری مطالعہ کیا ہے۔ وہ ان غلطیوں کو آسانی سے معلوم کر سکتا ہے۔ جو اس بڑے ریفارمر نے کی ہیں "

## گروکل کانگڑی کے پروفیسر کی شہادت

پروفیسر پنڈت بیستہ کیشو جی ودیا النکار نے مسٹر گاندھی کی رائے کی تائید میں ایک طویل مضمون بھارت متر ہندی میں شائع کیا ہے۔ جس میں مہاتما گاندھی کے لفظ لفظ کی تائید کی ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں :۔

"سیمکھشا کرنے میں نرست یہ سوامی جی نے انیہ متوں کے ساتھ انیائے کیا ہے انہوں نے کئی استھلوں پر ارتھ کا انرتھ کر ڈالا۔ انہوں نے انیہ سمپردائیوں کی اشدھ الوچنا کی ہے۔ یدی آج سوامی دیانند زندہ ہوتے۔ اور شری اینڈریوز متی رچیت انجیل کا واستوک بھید انہیں بتاتے تو سوامی جی اپنی بھول اوشیہ ہی سویکار کر لیتے۔ کسی ونش میں ستیارتھ پرکاش آریہ سماج کا بائیبل اب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی ہے بھوشیہ میں تو اوشیہ ہی منکر رہیگا۔ واستو میں سوامی جی نے ہندو دھرم کو سیکرن بنا دیا ہے۔ آریہ سماج میں پتھر پوجا کے استھان ہیں ویدوں کے اکھشروں کی پوجا اوشیہ پرچلت ہو گئی ہے۔ ارتھوں کو بنا جانے منتر پاٹھ کرنا اکھشر پوجا نہیں تو کیا ہے۔ آریہ سماج میں کئی پارٹیاں ہیں انت اِیو آریہ سماجی وواد پریہ اور جھگڑالو ہیں۔ اس سمے جو شدھی کی جا رہی ہے۔ وہ بے ڈھنگی اور انوچت ہے۔ مہاتما دگاندھی) جی کی باتوں پر آریہ سماجیوں کو گمبھیرتا پوروک پنرادچار کر لینا چاہیئے"

(بھارت متر ۲۶ جون)

**حاصل مطلب اُردو میں**

بے شک دیگر مذاہب کی تردید کرنے میں دیانند جی نے بے انصافی کی ہے۔ سوامی دیانند نے اکثر مقامات پر اصل اور صحیح ترجمہ اور مفہوم کو بگاڑ دیا ہے۔ اسلئے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ سوامی دیانند نے دوسرے مذاہب کی نہایت ہی غلط طور پر تنقید کی ہے۔ اگر آج سوامی دیانند جی زندہ ہوتے اور شری وینڈ ریوز انجیل متی کا صحیح مطلب انہیں بتاتے۔ تو ضرور سوامی جی اپنی غلطی کو مان لیتے۔ اسمیں شک نہیں کہ ستیارتھ پرکاش ایک حد تک آریہ سماج کی بائیبل اب بھی ہے۔ اور آیندہ زمانہ میں تو ضرور ہو کر رہیگا۔ یہ بھی سچ ہے کہ سوامی جی نے ہندو دھرم کے دائرے کو تنگ کر دیا ہے۔ اور آریہ سماج میں پتھر پوجا (بت پرستی) کی جگہ ویدوں کے لفظوں کی پوجا ضرور جاری ہو گئی ہے۔ کیونکہ بغیر معنی و مطلب سمجھنے کے منتروں کے الفاظ رٹ لینا الفاظ پرستی نہیں تو کیا ہے۔ آریہ سماج میں کئی پارٹیاں ہیں۔ اور آریہ سماجی جنگ و جدل کے شائق اور جھگڑالو ہیں۔ اسوقت جو شدھی کی جا رہی ہے۔ وہ بالکل بے ڈھنگی اور بے اصولی ہے۔ اس لئے مہاتما گاندھی جی کی باتوں پر آریہ سماجیوں کو گہرے طور پر دوبارہ غور کرنی چاہیئے ؎

---

**مقصد مذہب** } یہ وہ معرکۃ الآرا مضمون ہے جو مذہبی کانفرنس لاہور میں کل نمائندوں کے سامنے پڑھا گیا۔ اور بتایا گیا کہ اسلام ہی اس مقصد کو پورا کرتا ہے جو ایک مذہب کا مقصد ہونا چاہیئے۔ قیمت ۳/

**اساس الاتحاد**۔ اس رسالہ میں امام جماعت احمدیہ نے وہ تجاویز لکھی ہیں جن کے ذریعے سے ہندو مسلم اتحاد ہو سکتا ہے۔ قیمت ۴/

**بطلان مسئلہ قدامت روح و مادہ** } جس میں دس زبردست دلائل عقلیہ و نقلیہ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ روح مادہ قدیم نہیں آریوں کی معتبر کتب کے حوالے درج ہیں۔ قیمت ۱/

**اسلام کی اندرونی تصویر** } اس ٹریکٹ میں ان اعتراضوں کا جواب دیا ہے جن سے اسلام پر جنگ جوئی کا الزام لگایا جاتا ہے۔ صرف دو پیسے

**ملنے پتہ :- مینیجر تشحیذ قادیان**

# آپ یہ کتابیں ضرور منگوا لیں

## تشحیذ بک ایجنسی قادیان کی بہترین کتب

**براہین العقائد** - اس کتاب میں فضلاء سلسلہ احمدیہ نے خاص توجہ سے ارکان ایمان پر قرآن مجید کی آیات سے عقلی دلائل دی ہیں ہر احمدی ہر مسلمان کے پاس یہ رسالہ ضرور ہونا چاہیئے۔ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اس طرز کی ایسی مدلّل وجامع و مفید پھر مختصر کتاب اور کوئی نہیں۔ قیمت ۸؍

**آسمانی گولہ** حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر کذاب ہونیکا الزام لگایا گیا اور ایک نادان نے آپکے حوالوں کے متعلق چند جھوٹ بیان کیئے ہیں ان کا کافی جواب اس رسالہ میں دیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰؍

**مقصد مذہب** - یہ وہ معرکۃ الآراء مضمون ہے جو مذہبی کانفرنس لاہور میں کُل مذاہب کے نمائیندوں کے سامنے پڑھا گیا اور بتایا گیا کہ اسلام ہی اس مقصد کو پورا کرتا ہے جو ایک مذہب کا مقصد ہونا چاہیئے۔ قیمت ۴؍

**التشریح الصحیح فی نزول المسیح** - نزول مسیح کے متعلق ہر قسم کے دلائل و ثبوت اسمیں جمع کر دیئے گئے ہیں قیمت ۴؍

**مباحثہ سرگودہ** - جناب سیّد میر محمد اسحٰق صاحب و مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کے مابین تحریری مباحثہ صداقت و نبوّت مسیح موعودؑ پر۔ قیمت ۶؍

**مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی** - پہلے تمام پیشگوئیوں کے متعلق تمہیدی اصول لکھے ہیں جن سے ہر پیشگوئی کے حل کرنے میں پوری مدد مل سکتی ہے۔ پھر اس پیشگوئی کے متعلق نہایت مدلّل و مفصل بحث کی ہے مرزا سلطان محمد کے خط کا عکس بھی ہے جسمیں حضرت مسیح موعودؑ کی بزرگی کا اعتراف کرتا ہے۔ قیمت ۶؍

**کمالات احمدیہ** - یہ وہ زبردست رسالہ ہے جس میں مولوی ثناءاللہ امرتسری کے عمر بھر کے مائیہ ناز اعتراضات (جو اس نے شہادات مرزا میں جمع کر دیئے ہیں اور اس کے جواب پر ایک ہزار روپے کا انعام مقرر کیا) کا دندان شکن و مسکت جواب ہے جلد منگوا لیجئے۔ قیمت ۶؍

**نوٹ**:- جو صاحب یہ سٹ اکٹھا منگوا لیں ان کو صرف دو روپے میں دیا جائیگا ؂

**تشحیذ الاذہان کے پُرانے فائل** گذشتہ سال کے فائل سنہ ۱۹۱۴ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۱ء تک صرف بیس روپے میں دیئے جاتے ہیں ان فائلوں میں آریوں عیسائیوں شیعوں غیر احمدیوں شیعوں کے متعلق ایسا جامع میٹیریل ہے کہ انشاءاللہ اور کہیں سے نہیں ملیگا مناظرات مباحثات علمی معلومات کے لئے کافی ہے۔ جلد منگوا لیجئے ؂

**مرہم عیسیٰؑ** - مشہور و معروف دوائی صرف ڈبی کلاں موجود ہے (عہ؍) **سلاجیت خالص** - یہ خالص ترین سلاجیت ہے عہ؍

**کفّارہ کی تردید** (حضرت مفتی محمد صادق صاحب) ۱۰؍ تبرّا - ۱؍

**درخواستیں بنام مینیجر تشحیذ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور (پنجاب)**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ریویو کی توسیع اشاعت کی تحریک

(اُردو) ریویو آف ریلیجنز قادیان کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"مَیں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس وقت توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہاں تک ان سے ممکن ہے۔ اپنی ہمّت دکھلاویں"

اور پھر فرماتے ہیں:۔

"اگر اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت سے دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے۔ تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں۔ تو اس قدر کچھ بہت نہیں۔ بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے"

میرے سیّد و مولیٰ نے جماعت سے دس ہزار خریدار کا مطالبہ اس وقت کیا جبکہ جماعت کی تعداد لاکھ سے زیادہ نہ تھی۔ تو کیا اب چھ سات لاکھ جماعت کی موجودگی میں یہ درخواست کہ کم از کم ایک ہزار خریدار ریویو کو دیا جائے۔ ہاں اس ریویو کے لئے جس میں نہایت تحقیقی و علمی مضامین اسلام و احمدیت کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں شائع ہوتے ہیں۔ جس میں اسلام کے اندرونی فرقوں پر ان کی غلطیاں واضح کی جاتی ہیں۔ اور اسلام کے دشمنوں پر حُجّت مُلزمہ قائم کر کے صراط مستقیم دکھایا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کا نمونہ دکھانے والی قوم کے سامنے کچھ ایسی درخواست ہے جو پوری نہ ہو؟ ہرگز نہیں۔ مجھے یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ ایک ہزار خریدار رسالہ ریویو کو ضرور دیا جائیگا۔ قیمت سالانہ تین روپے۔ طلباء سے اڑھائی روپے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

## احباب کو آخری اطلاع

مَیں ہر رسالہ میں خریداران ریویو کو اس طرف متوجہ کرتا رہتا ہوں کہ باوجود تشحیذ کو بند کر دینے کے ریویو اُردو کی خریداری میں کوئی معتدبہ اضافہ نہیں ہُوا۔ اب اس دفعہ جو بجٹ آئندہ سال تیار ہُوا تو معلوم ہُوا کہ بارہ سو روپیہ کم ہوتا ہے باوجود ہر قسم کی کفایت سوچ لینے کے جب کوئی صورت نہ نکلی تو ناچار یہ تجویز کرنا پڑا کہ رسالہ کا کاغذ بجائے ۲۴ پونڈ کے ہلکا کر دیا جائے اور حجم جو مَیں نے ۴۸ صفحے کر دیا تھا پھر ۴۰ صفحے ہو جائے۔ یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے کیونکہ مَیں تو یہ چاہتا تھا کہ رسالہ بجائے ماہوار کے پندرہ روزہ کر دیا جائے۔ مگر یہاں ماہوار کی خیر نہیں کیا احباب جماعت احمدیہ اپنے اس فرض کی طرف توجہ فرمائینگے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر عائد کیا ہے؟

رجسٹرڈ ایل نمبر

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

# ریویو آف ریلیجنز اردو رسالہ

ایڈیٹر - قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپے ہندوستان سے باہر ساڑھے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے اڑھائی روپے

نمبر ۸ | اگست سنہ ۱۹۲۴ء مطابق محرم الحرام سنہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۲۳

## فہرست مضامین



مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# امام کا پیغام جماعت احمدیہ کے نام

بمبئی بائیکلا - دس بجکر ۹ منٹ - ۱۵ - جولائی ۱۹۲۴ء - یہ تار ہمارے جہاز کی روانگی کے بعد دیا جائیگا

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کے پوتے کے پیدا ہونے سے بہت خوشی ہوئی بچّہ کا نام عبدالباسط رکھا جائے۔

افسوس ہے کہ روانگی سے قبل آپ کا کوئی تار حالاتِ قادیان کے متعلق نہیں آیا تمام احمدی بھائیوں اور بہنوں کو میری طرف سے اطلاع کر دیں کہ میں آج جہاز پر سوار ہو گیا ہوں۔ میرے دل پر جُدائی کے سبب سے بڑا بوجھ ہے۔ جب سے یہ سفر شروع ہوا ہے میں پہلے سے زیادہ آپ سب کے واسطے دعائیں کرتا ہوں۔ میں نے سب بہنوں اور بھائیوں میں ایسی مخلصانہ محبّت اور جذبۂ فداکاری پایا ہے جس کی خود خاکسار کو بھی اس سے پہلے خبر نہ تھی ۔ ؛

اے میری جماعت کے لوگو! اللہ تمھیں برکت دے اس پر مضبوط ایمان رکھو۔ اس سے سچی محبّت کرو اور اس کے حضور میں فدا ہو جاؤ۔ اس کے رسولوں کی عزّت اور فرمانبرداری کرو ؛

برادران! تم چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہو۔ تم کبھی اس بات کو نہ بھولو۔ سوچو۔ کہ اگر خدا تعالیٰ بھی تم کو چھوڑ دے تو تمھارا انجام کیسا تلخ ہوگا پس جہانتک ہو سکے۔ خدا کے قریب ہونیکی کوشش کرو۔ اور یہ مقصد سچّا احمدی بننے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اپنی دُعاؤں میں استقامت اختیار کرو۔ اللہ کے لئے ہر ایک چیز قربان کرنے کے لئے تیار رہو اور اپنے تمام کاروبار میں اعلیٰ درجہ کی دیانتداری اختیار کرو۔ اللہ سے ڈرو۔ اپنے بھائیوں سے پیار کرو۔ اور اسلام کی اشاعت دنیا کے دُور دُور کونوں تک کرو۔ میں تمھارے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں۔ کہ تم اس مشن کی کامیابی کیواسطے دعا کرو۔

تم نہیں جانتے۔ بلکہ تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ کہ مجھے کس قدر محبّت تم سے ہے۔ آپ لوگوں سے جُدا ہونا میرے لئے کسقدر دردناک تھا۔ اور آپ لوگوں کو پیچھے چھوڑنا میرے لئے کسقدر صدمہ پہنچانیوالا ہوا۔ لیکن یہ جدائی صرف جسمانی ہے۔ میری روح ہمیشہ تمھارے ساتھ تھی۔ اور ہے۔ اور رہیگی۔ میں زندگی میں یا موت میں تمھارا ہی ہوں۔ تمہاری بہبودی میرے دل کی عین خواہش ہے۔ اور تمھارا دنیوی اور روحانی منزلِ مقصود تک پہنچنا میری واحد تمنا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم میں سے بہت سے اب افسوس کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے کیوں مجھے خود یورپ جانیکا مشورہ دیا۔ کیونکہ جدائی انکو شاق گذر رہی ہے۔ لیکن اس موجودہ غم کو بھولکر بڑے فوائد کے حاصل کرنیکے لئے تیاری کرنی چاہیئے۔ آؤ ہم خدا سے دعا کریں کہ وہ ہمیں کامیابی کی راہ پر چلائے۔ پس اے میرے بھائیو اور بہنو! خدا کی برکتیں تم پر ہوں۔ جہاں کہیں تم ہو۔ اور جس حالت میں تم ہو۔ خدا تمھارے ساتھ ہو"

امید ہے۔ یہ پیغام دُکھے اور بے تاب دلوں کیلئے کسی قدر تسکین کا باعث ہوگا۔ اور احباب کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہم ہی حضور کی جدائی سے بیقرار نہیں ہیں۔ بلکہ حضور پر ہم سے بھی زیادہ اس جدائی کا بار ہے۔ لیکن چونکہ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس لئے اس تکلیف میں بھی ایک مزہ ہے۔ اور اس جدائی میں بھی ایک راحت ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# دنیا کے تمام مذہبی جھگڑوں میں بہترین صورت فیصلہ

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جہاں مذہبی دنیا میں اور بہت سے بے نظیر کارنامے ہیں وہاں کچھ وہ اصول بھی ہیں جو تمام مذاہب کے آپس کے تنازعات دور کرنے اور دنیا میں مذہبی امن قائم کرنے کے لئے آپ نے پیش کیے ہیں۔ اس وقت میں ان میں سے صرف پانچ اصول پیش کرتا ہوں۔ اہل خرد ان پر غور کر کے نہ صرف ذہنی لطف اٹھائیں گے۔ بلکہ ان کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ موجودہ زمانہ میں جو ایک طوفان مختلف مذاہب کی جنگ کا برپا ہے۔ اور اس کی وجہ سے جو طرح طرح کے فتن برپا ہو رہے ہیں۔ اس کا اگر کوئی حقیقی علاج کا طریقہ ہے تو صرف وہی ہے جو حضرت مسیح موعود ع نے پیش کیا ہے۔

یہ اصول مذاہب کے ہر شعبہ پر حاوی ہیں۔ کوئی تو بحث مباحثات کے متعلق ہے۔ کوئی گورنمنٹ کے ان قانونوں اور لیجس لیشن کے متعلق جو مذہبی امور پر حاوی ہیں۔ کوئی اس پُر امن عقلی مقابلہ مذاہب کے متعلق جو عام پبلک کو مستفید کر سکے۔ اور کوئی اس ضروری تفتیش اور چھان بین کے متعلق جو انفرادی طور پر ایک طالب حق چاہتا ہے۔ کہ پیش نظر مذاہب کی کرے۔ اور پھر ان میں سے سچے مذہب کو آسانی سے انتخاب کرلے۔ اور بالآخر وہ اصول جن سے بآسانی دنیا کو معلوم ہو جائے کہ زندہ مذہب کونسا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت مقابلہ کے وقت کس مذہب کے حاملین پر نازل ہوتی ہے۔

سب سے بڑی خوبی ان اصولوں میں یہ ہے کہ نہ صرف یہ عقل اور ذوق سلیم کے موافق ہیں۔ بلکہ کسی اہل مذہب کے مطابق ان سے انکار کی قطعاً گنجائش نہیں۔

اگر اہل مذاہب ان اصولوں کو اپنے لئے تسلیم کرلیں اور ان پر عمل پیرا ہوں تو اس کا یقینی نتیجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ہوگا کہ تھوڑی ہی مدت کے اندر تمام مذہبی فسادات اور بیجا تعصبات اور دل آزاریوں کا خاتمہ ہو جائیگا اور دنیا میں وہ امن اور صلح جوئی اور حق کا انکشاف پھیل جائیگا جس کے لئے بہت سے لوگ تڑپ رہے ہیں۔ مگر حاصل نہیں کر سکتے۔

(۱)

پہلا اصل یہ ہے ''کہ کوئی اہل مذہب جو اپنے مذہب کا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کتاب کو اللہ تعالیٰ کا کلام اور الہام مانتا ہو اور اس کی نسبت یہ ادعا کرتا ہے کہ اس سے بہتر کوئی ہدایت اہل دنیا کے لئے نہیں ہے۔ اور تمام خوبیاں اور کمالات اس کتاب میں جمع ہیں اور مخلوق کی نجات کے لئے اس سے بہتر کوئی راستہ نہیں جو اس کی کتاب پیش کرتی ہے۔ اور اس میں فلاں فلاں فضائل اور ... ہیں جن کا مقابلہ کسی اور مذہب کی کتاب نہیں کر سکتی۔ اور کامل اخلاقی اور روحانی علوم میری ہی کتاب میں سب کتابوں سے بڑھ کر پائے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ تو ایسے مدعی کو لازم ہوگا کہ جو دعویٰ بھی کرے پہلے اس دعویٰ کو اپنی کتاب سے دکھاوے اور پھر اس دعویٰ کے لئے جو جو عقلی دلائل پیش کرے وہ بھی خود اسی الہامی کتاب سے استنباط کر کے دکھاوے۔ اور صرف اپنے ہی خیال سے کوئی قیاسی امر بیان نہ کرے۔ جس کا کوئی اصل صحیح کتاب میں پایا نہیں جاتا۔ کیونکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ ربانی کتاب کا یہ ذمہ ہے۔ کہ اپنے الہامی ہونے کے بارے میں جو دعویٰ کرنا واجب ہے۔ وہ آپ کرے۔ اور اس کے دلائل بھی آپ لکھے۔ اور ایسا ہی اپنے اصولوں کی حقیقت کو آپ دلائل واضحہ سے بپایہ صداقت پہنچا دے۔ نہ یہ کہ کتاب الہامی اپنا دعویٰ پیش کرے۔ اور اس کا ثبوت دینے سے قطعاً ساکت ہو۔ اور اپنے اصولوں کی وجوہ صداقت پیش کرنے سے بھی بکلی سکوت اختیار کرے اور کوئی دوسرا اٹھکر اس کی وکالت کرنا چاہے۔''

اب ناظرین غور فرمالیں کہ کیسا بے نظیر اصل ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے۔

''اگر ایک مسلمان قرآن مجید کو الہامی کتاب بیان کرتا ہے تو اسے قرآن میں ہی یہ دعویٰ دکھانا چاہیئے کہ میں الہامی کتاب ہوں۔ اور پھر اس پر عقلی دلائل بھی قرآن مجید سے ہی دینے چاہئیں جو اس دعویٰ کی مثبت ہوں۔ یا مثلاً اگر توحید کا دعویٰ ہے یا رسالت محمدیہ کا ادعا ہے تو بھی ان امور کیلئے دعویٰ اور عقلی دلائل خود قرآن مجید ہی پیش کرے۔ اسی طرح اگر کوئی عیسائی صاحب الوہیت مسیح یا تثلیث کفارہ کے مدعی ہیں تو وہ انجیل ہی سے انہی امور کا صریح دعویٰ اور عمدہ عقلی دلائل پیش کریں۔ یا کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ صاحب تناسخ یا روح و مادہ کے ازلی ہونے کے مدعی ہیں۔ تو ان کو دکھانا چاہئے کہ یہ دعویٰ بیہودہ نہیں بلکہ فلاں فلاں جگہ وید مقدس نے یہ دعویٰ کھلے الفاظ میں پیش کیا ہے۔ اور فلاں فلاں جگہ ان کے ثبوت میں اتنے عقلی دلائل دیئے ہیں۔

اگر کوئی صاحبِ مذہب ایسا نہ کر سکے تو پھر اس پر مدعی سست اور گواہ چست والی مثال صادق آئیگی۔ اور ایسا مذہب اور ایسی کتاب اس قابل نہ ہونگے کہ کوئی عقلمند انہیں علیم حکیم خدا کی طرف سے نازل شدہ سمجھے"

(۲)

دوسرا بے نظیر اصل تمام مذہبی فسادوں اور دل آزاریوں کے سدّباب کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ پیش فرمایا ہے۔

"وہ کہ گورنمنٹیں اپنے تعزیرات میں یہ قانون داخل کریں۔ کہ آئندہ جو مباحثات مذہبی امور میں ہوں اس میں فریقین دو امر کے ضرور پابند رہیں۔

(الف) اوّل یہ کہ ایسا اعتراض جو خود معترض کے ہی الہامی کتاب یا کتابوں پر جن کے الہامی ہونے پر وہ ایمان رکھتا ہے۔ وارد ہو سکتا ہے۔ یعنی وہ امر جو بنائے اعتراض ہے ان کتابوں میں بھی پایا جاتا ہو جن پر معترض کا ایمان ہے۔ ایسے اعتراض سے چاہیئے کہ ہر ایک ایسا معترض پرہیز کرے۔

(ب) دوم اگر بعض کتابوں کے نام بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے کسی فریق کی طرف سے اس غرض سے شائع ہو گئے ہوں کہ درحقیقت وہی کتابیں ان کی مسلم اور مقبول ہیں۔ تو چاہیئے کہ کوئی معترض ان کتابوں سے باہر نہ جائے اور ہر ایک اعتراض جو اس مذہب پر کرنا ہو۔ انہی کتابوں کے حوالہ سے کرے اور ہرگز کسی ایسی کتاب کا نام نہ لیوے جس کے مسلم اور مقبول ہونیکا اس اشتہار میں ذکر نہیں اگر معترض اس قانون کی خلاف ورزی کریگا تو سزا مندرجہ تعزیرات کا مستوجب ہوگا۔

اس قانون کے پاس کرنے میں کسی خاص قوم کی رعایت نہیں۔ عامہ خلائق کے لئے امن اور عافیت کی راہیں کھلتی ہیں۔ اور بیہودہ نزاعیں بند ہو کر فتنے اور فسادتیں دور ہوتی ہیں اور صلح کاری کی فضا قائم ہوتی ہے۔

مثلاً اس اصل کے ماتحت کس طرح ممکن ہے کہ ایک عیسائی رسول کریم صلعم کی چند بیبیوں کو ان کی نبوّت کا منافی ٹھیراسکے۔ حالانکہ حضرت داؤد علیہ السلام کی درجنوں بیبیاں اس کے نزدیک ان کی نبوّت میں حارج نہیں۔ یا کس طرح کوئی آریہ .. آنحضرت صلعم پر زینبؓ کے عشق کا الزام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لگا سکتا ہے۔ جبکہ مسلمانوں کی تمام مقبول اور مسلّم کتب ایسے مفتریات کے ذکر سے بالکل خالی ہیں۔

پس یہ اصول ایک رحمت ہے۔ اگر بیجس لیٹلو کونسلیں اس کو قانون کی صورت میں اختیار کر کے اس پر عملدرآمد شروع کر دیں"

(۳)

تیسرا اصل جو اہل مذاہب کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ:-

"اہل مذاہب ایک دوسرے کے بزرگوں کی توہین اور دل آزاری کے اعتراضات ترک کر دیں۔ بلکہ بجائے اس کے اپنے مذہب اور کتاب کی خوبیاں بیان کریں۔ اور اس امر کی تکمیل کے لئے تعصب سے دور ہو کر ایسے جلسے منعقد کئے جایا کریں۔ جن میں ہر مذہب کے فاضل جمع ہوں۔ اور اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں کو بیان کریں۔ اور اپنے مذہب کے پیش کردہ نجات کے وسائل کو مدلل پیش کریں۔ مگر کسی مذہب کی تحقیر اور توہین سے قطعاً پرہیز کریں۔ صرف اپنی کتاب کی رُو سے اپنے دین کے محاسن اور فضائل سے دنیا کو آگاہ کریں۔

اب میں ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ آیا یہ طریقہ دنیا میں امن اور صلحکاری اور تحقیق ادیان کے لئے مفید ہے یا وہ جو آجکل رائج ہے۔ یعنی مذہبی جلسوں میں چھٹتے ہی دوسرے اہل مذاہب کے بزرگوں کو گالیاں دینا اور ان کی توہین کرنی کیا ایک مذہب والا دوسرے مذہب والے کے بزرگ کی توہین کر کے اپنے مذہب کو سچا ثابت کر سکتا ہے؟ اگر اہل مذاہب صرف اپنے مذہب کی خوبیاں اور محاسن پیش کیا کریں اور ایسے جلسے دنیا میں مختلف ملکوں میں مختلف اوقات میں بشرط مذکورہ قائم کئے جاویں تو کیا نتیجہ ہوگا؟ ایک اور صرف ایک۔ اور وہ آپ جانتے ہیں کیا ہے۔

(۴)

چوتھا اصل طالب حق کے لئے سچے مذہب کے پہچان لینے کا اصل ہے:-

اکثر اوقات سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک انسان جو حق کی تلاش میں اُٹھتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ ہزاروں مذاہب دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہر مذہب کی کتاب مختلف زبان میں ہے اگر ہر مذہب کی پوری تفتیش کی جاوے اور تمام کتب سماویہ کو اوّل سے آخر تک پڑھا جاوے تو عمر قسیع بھی کافی نہیں۔ پھر جب اس چند سال میں کامل تحقیق بھی ممکن نہیں تو فیصلہ اور تبدیل مذہب اور عمل اور نجات کے لئے کونسا وقت ہوگا؟ اسکے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے کیا سچی ہدایت سچ کے طالبوں کے لئے بیان فرمائی ہے۔ وہ یہ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"تبدیل مذہب کے لئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھ ضروری نہیں۔ بلکہ مذاہبِ موجودہ کا مقابلہ کرنے کے وقت اور سچا مذہب شناخت کرنے کے لئے صرف تین باتوں کا دیکھنا ضروری ہے

(اوّل) یہ کہ اس مذہب میں خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے۔ یعنی اس کی توحید اور قدرت اور علم اور کمال اور عظمت اور سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص اُلوہیت کی نسبت کیا بیان ہے۔ کیونکہ اگر کوئی مذہب خدا کو وحدہٗ لاشریک قرار نہیں دیتا اور آسمان کے اجرام یا زمین کے عناصر یا کسی انسان یا اور چیزوں کو خدا جانتا ہے۔ یا خدا کے برابر ٹھیراتا ہے اور ایسی پرستشوں سے منع نہیں کرتا۔ یا خدا کی قدرت کو ناقص خیال کرتا ہے یا اس کے علم کو ناتمام جانتا ہے۔ یا اس کی قدیم عظمت کے برخلاف کوئی تعلیم دیتا ہے۔ یا سزا اور رحمت کے قانون میں افراط اور تفریط کی راہ لیتا ہے۔ یا اس کی رحمت عام جیسا کہ جسمانی طور پر محیط عالم ہے۔ اس کے برخلاف کسی خاص قوم سے خدا کا خاص تعلق اور روحانی نعمت کے وسائل کو مخصوص رکھتا ہے۔ یا اُلوہیت کے خواص میں سے کسی خاصہ کے برخلاف بیان کرتا ہے تو وہ مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہے۔

(دوسرے) طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ کہ اس مذہب میں جس کو وہ پسند کرے اس کے نفس کے بارہ میں اور ایسا ہی عام طور پر انسانی چال چلن کے بارہ میں کیا تعلیم ہے؟ کیا کوئی ایسی تعلیم تو نہیں کہ جو انسانی حقوق کے باہم رشتہ کو توڑتی ہو۔ یا انسان کو دیوثی کی طرف کھینچتی ہو، یا دیوثی امور کو مستلزم ہو اور فطرتی حیا اور شرم کے مخالف ہو۔ اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو۔ کہ جو خدا کے عام قانون قدرت کے مخالف پڑی ہو۔ یا جس کی پابندی غیر ممکن یا منتج خطرات ہو۔ اور نہ کوئی ضروری تعلیم جو مفاسد کے روکنے کے لئے اہم ہے ترک کی گئی ہو۔ اور نیز یہ کہ کیا وہ تعلیم ایسے احکام سکھلاتی ہے یا نہیں جو خدا کو عظیم الشان محسن قرار دے کر بندہ کا رشتہ محبت اس سے محکم کرتے ہوں اور تاریکی سے نور اور غفلت سے حضور اور یاد داشت کی طرف کھینچتے ہوں۔

(تیسرے) طالبِ حق کو یہ دیکھنا ضروری ہے وہ اس مذہب کو پسند کرے۔ جس کا خدا ایک فرضی خدا نہ ہو۔ جو محض قصے کہانیوں کے سہارے مانا گیا ہو اور صرف ایک مردہ سے مشابہت رکھتا ہو کیونکہ اگر ایک مذہب کا خدا صرف ایک مردہ سے مشابہ ہے جس کا قبول کرنا محض اپنی خوش عقیدگی کی وجہ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ اس نے اپنے تئیں آپ ظاہر کیا ہے تو ایسے خدا کا ماننا گویا اس خدا پر احسان کرنا ہے۔ اور جس خدا کی طاقتیں کچھ محسوس نہ ہوں اور اپنے زندہ ہونے کے علامات وہ آپ ظاہر نہ کرے